بھارت میں ایک اندازے کے مطابق اعلیٰ تعلیمی اہلیت کے حامل 15 فیصل لوگ نوجوان ہیں۔ دنیا کی آبادی کے 66 فیصد لوگ جو 35 سال کی عمر تک نوجوان کہلاتے ہیں وہ بھارت میں موجود ہیں۔ بھارت کو اگر دنیا میں نوجوانوں کے ملک کے ساتھ عظیم حکومت قائم کرنے کی سمت میں آگے بڑھنا ہوتو بھارت میں بے کاری کی بڑھتی ہوئی شکل کو بدلنا ہوگا۔

بھارت میں بیروزگاری کے سنگین مسائل کے لیے اہم ذمہ دار عوامل یا وجوہات میں آبادی میں اضافہ، صرف اور صرف اخلاقی علم، تجرباتی علم کی کمی، ٹیکنیکل علم یا مہارت و صلاحیت کی کمی۔ مکمل درجے کی روزی فراہم کرنے میں ناکامی، زرعی شعبے میں بارش کی بے قاعدگی اور خطرے کا زیادہ تناسب کی وجہ سے زراعت کے پیشے میں دلچسپی کم ہونا، آبپاشی کی نامکمل سہولتیں، کھیتی کے علاوہ اوقات میں متبادل روزی کی قلت ہونے کی وجہ سے بیکار رہنا پڑے، کپڑے کی صنعتیں، گھریلو صنعتیں اور چھوٹی صنعتیں، کٹیر صنعتوں، گھریلو صنعتوں اور چھوٹی صنعتوں کی خستہ حالت، رسمِ ذات مشترکہ خاندان کا نظام، روایتی پیشے یا خاندانی دھندا ہی کرنا پڑے، دیگر نئے پیشے یا صنعت شروع کرنے کے لیے ہمت و حوصلہ کی قلت۔

بیروزگاری کم کرنے کی تدبیریں : بیروزگاری کا مسئلہ ہمارے منصوبے کی ایک سب سے کمزوری کڑی ہے۔ مفلسی اور بیروزگاری دونوں سگی بہنیں ہیں۔ دونوں کے درمیان گہرا تعلق ہے۔ مفلسی کی اہم وجہ بیروزگاری ہے۔ اس للکار آمیز مسئلے کی اثر نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ اُن کے تعلیم سے متعلق دلچسپی والے نقطۂ نظر میں کمی آنا۔ سماجی اور ذہنی حالت پر مخالف اثر ہونا، نفسیاتی نظریے سے روزگاری نہ ملنے کی وجہ سے کشمکش میں مبتلا رہنا۔ اگر طویل عرصے تک وہ بیکار رہیں تو نوجوان غیر سماجی یا غیر اخلاقی سرگرمیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ نشہ آور اشیاء کی رسد، غیر قانونی پیشے، چوری-لوٹ مار، طاوان وصولی۔ جیسے گنہگار، افعال کرنے کے لیے ترغیب پاتے ہیں۔ سماجی اور اقتصادی غیر یکسانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ طبقاتی تفریق کی تشکیل ہوتی ہے، زندگی کا معیار کم ہوتا ہے، بیروزگاری کے ساتھ قیمتوں میں اضافہ ہونے سے غریبوں کی اور بیکار خاندانوں کی حالت زیادہ تکلیف دہ اور دردناک ہو جاتی ہے۔ وہ نشہ آور اشیاء یا دیگر نشے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ اس طرح بیروزگاری کے اثرات فرد خاندان اور ساتھ ہی اقتصادی نظام پر اور سماجی نظریے پر بھی خطرناک ثابت ہوئی ہے۔

بیروزگاری کم کرنے کے سرکاری منصوبے اور پروگراموں کا پہلے ہم مفلسی کم کرنے کے پروگراموں میں مطالعہ کر چکے ہیں۔ اس کا دوبارہ اعادہ کر لیں۔ اس کے علاوہ سرکار نے کی ہوئی کئی اثر آمیز تدبیریں ذیل کے مطابق ہیں :

(1) بھارت میں تیزی سے اقتصادی اضافہ کی شرح سالانہ 10 فیصد جتنی اونچی رکھنے کے نصب العین کو سچ ثابت کرنے کی مکمل طور سے کوشش کرنا یا اقدام اُٹھانا۔ عام اور خانگی شعبے میں سرمایہ کاری کے تناسب میں اضافہ کرنا اور روزی کے مواقع میں اضافہ کرنا۔ اقتصادی نظام میں زراعت کے ساتھ چھوٹی اور گھریلو صنعتیں، کٹیر صنعتیں اور اُن کے ساتھ تمام شعبوں میں اور علاقوں میں تیزی سے اور متوازن ترقی کرنے کے لیے نئے روزی کے دروازے کھولنا چاہیے۔ سرکاروں کو روزی میں اضافہ کرنے کے لیے بے شمار منصوبوں کے ذریعے مالی امداد تعلیم و تربیت کے مراکز جاری کیے ہیں۔

(2) مشقت اور آمیز پیداواری طرز پر منحصر استعمالی اشیاء کی پیداوار کرنے والی اکائیاں، چھوٹی گھریلو صنعتیں، دیہی صنعتیں اور فنِ دستکاری سے مربوط فنی صنعتیں اور اُن کی ترقی کا بیڑا اٹھانا چاہیے۔ اس کے لیے منصوبوں میں حوصلہ افزا پالیسیاں عمل درآمد کرنا۔

(3) دیہی علاقوں میں کھیتی کرنے کے علاوہ کے اوقات میں بیروزگاری کم کرنے کے لیے ایک سے زائد مرتبہ فصل اُگائی جا سکے یا حاصل کی جا سکے ایسا طریقہ اپنانا۔ اُسے ترقی دینا، نئی زمین کو پیداوار کے قابل بنانا، تمام کھیتوں کو پانی اور بجلی کی سہولتیں مہیا کرنا، چھوٹے بڑے آبپاشی منصوبے، ڈیم، چیک ڈیم، آبی منبع، نہر، ٹیوب ویل، بندھ، سڑکوں کے تعمیری کام کی سرگرمیاں، زراعت سے منسلک سرگرمی، مرغے، بطخ، ماہی گیری، مویشی نشوونما، ڈیری صنعت، جنگل کاری، کے پروگراموں کے ذریعے کیا جانا چاہیے۔

(4) دیہی علاقوں میں روزی کے مواقع میں اضافہ کرنا چاہیے۔ جس کی وجہ سے اُنہیں مکمل آمدنی اور روزی مقداری طور سے حاصل ہو سکے تو شہروں کی جانب مقامی نقل پذیری کو بھی کم کیا جا سکتا ہے اور روزی کے مطالبے پر عائد کیا گیا دباؤ بھی کم کیا جا سکتا ہے۔ زرعی شعبے میں باغاتی کھیتی، کھاد پر منحصر کھیتی، خشک کھیتی اور زائد فصل کا طریقہ سنہری، پھلوں کی کھیتی کی جانب زیادہ زور دے کر حوصلہ افزائی کرنا، دیہی علاقے میں تعلیم کا معیار اور مقدار میں اضافہ ہو اُس پر زیادہ توجہ دینا۔

(5) دیہی علاقوں میں انسانی ترقی کو قائم رکھنے کے لیے اُن کے حفظانِ صحت، تعلیم، صاف پینے کا پانی، مقوی غذا، بجلی، راستے، بینکنگ، بیمہ، انٹرنیٹ، خبررسانی، عیش و آرام کی سہولیات میں اضافہ کر کے، آبی منبعوں کی سرگرمیاں، عوامی مستقل ملکیتوں کی تعمیر کر کے، مقامی صنعتوں کی ترقی اور حوصلہ افزائی کر کے، روزگاری کے متعلق پروگراموں کو اپنا کر، دیہی لوگوں کی زندگی میں معیاری اور مقداری اصلاح کرنے کا اہم مقصد رہا ہے۔

(6) تعلیم یافتہ بیروزگاری اور نوجوانوں کی بیروزگاری میں کمی لانے کے لیے اُن میں صلاحیتوں کی ترقی اور تعلیم سے مشابہ روزی فراہم کرنا۔ ہنرمند کاریگروں کی تربیت کے لیے ان کے پیشہ وارانہ یا تکنیکی تعلیم کی پالیسی اپنانا۔ اسکول کالجوں میں نصاب کی فہرست میں وہاں کی مقامی صنعتوں کی تکمیل کو مطمئن کر سکے ایسے بنانا۔ نوجواں روزگاروں کو تعلیم و تربیت فراہم کر کے اُن میں مخصوص صلاحیتوں کا اضافہ کر کے، پیداوار کنندہ کے ساتھ اس کے معیار میں بھی اضافہ ہو۔ روزی میں اضافہ ہو، زیادہ آمدنی حاصل ہو اور معیارِ زندگی کو اعلیٰ بنانے کے لیے کوششیں کرنا چاہیے۔ انہیں مسلسل کام ملتا رہے گا۔ ایسی تسلّی دینا۔ کام کی نئی صورتِ حال کے مطابق نئی واقفیت حاصل کر کے اُن کے مناسب طور سے مضبوط کر کے خودکار روزی حاصل کرسکیں اور عالمی ممالک کی قوتِ مشقت کے مقابلے میں عالمی سطح پر بھارتی نوجوان طبقہ قائم رہ سکے ایسی صورتِ حال تشکیل دینے کی کوشش کرنا چاہیے۔

(7) بھارت سرکار کے محکمۂ مشقت اور راجیہ سرکار نے نوجوان روزگاروں کے لیے صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ اُن کے علم، تفہیم، جوش اور صلاحیت میں اضافہ کرنے کے لیے تعلیم و تربیت کے ذریعے صلاحیت وا اہلیت کی ترقی کے لیے بے شمار پروگراموں 'میک ان انڈیا'، 'اسکیل انڈیا' اور 'ڈجیٹل انڈیا' جیسی اہم پرتوقع منصوبے عمل درآمد کیے ہیں۔ ٹیکنیکل اداروں کالج اور یونیورسٹی کی بنیادیں ملک بھر میں ڈال کر انہیں پیشہ وارانہ نصابوں اور جدید ٹیکنولوجی سے مشابہ تعلیمی سہولتیں مہیا کر کے، اسکول-کالجوں میں جدید نصابوں، پیشہ وارانہ اور ٹیکنیکل تعلیم کے ذریعے روزی کے مطالبے کے مطابق مستحکم بتانے کی کوششیں کی ہیں۔ فی الحال تمام ریاستوں میں ایک ITI (آئی۔ٹی۔آئی) اور IIM (آئی۔ آئی۔ ایم) جیسے اداروں کا قیام ہو رہا ہے۔

(8) قوت محنت کے منصوبے کے لیے سرکار نے روزی کے شعبے میں نئے دروازے کھولے۔ کمپیوٹر ٹیکنولوجی، انفرمیشن ٹیکنولوجی، فارما شعبے، بزنیس مینیجمینٹ، پیشہ وار انتظامیہ، پیکنگ اور پروسیسنگ، آؤٹ سورسنگ، مارکیٹنگ، کیٹرنگ، ایوینٹ مینیجمینٹ، آفس مینیجمینٹ، ہوٹل مینیجمینٹ، شیئر اسٹوک مارکیٹنگ وغیرہ نئے شعبوں میں بے شمار مواقع موجود ہیں۔ اس لیے ان شعبوں سے متعلق مقامی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے نئے نئے نصابوں کو یونیورسٹیوں میں شامل کیا گیا ہے۔ اس کے مشابہ تعلیم و تربیت اور تعلیمی اداروں کے درسی نصابوں کو تبدیل کیا گیا ہے۔ جس کی بدولت وہ ملازمت کے لیے حالیہ اور مستقبل کی ضرورتوں کو پورا کر سکے۔ قوتِ محنت کے مطالبے کے لیے نوجوان تعلیم مکمل کرنے کے بعد خودکار روزی کے مواقع حاصل کرسکیں۔ اس کے مختصر عرصے کے ڈپلوما یا سرٹی فکیٹ قسم کے براہِ راست تعلیمی نصابوں مثلاً اسپ] یکنگ، وِونگ، ٹرینگ، پلمبرینگ، ریڈیو، ٹی۔وی۔ قریز موبائل اے۔ سی۔ ریپیرنگ کے کام شروع کیے گئے ہیں۔ آتو موبائلس کے شعبے میں رونما ہونے والے انقلاب کو لے کر الیکٹرونکس، کمپیوٹر سائنس، جنیٹک سائنس، ایرو اسپیس، روبرٹ میکنگ شعبے میں نئے کورس کی تعلیم فراہم کر کے ذہین کاریگروں، انجینئروں اور ٹیکنیشینوں کو تیار کیا جا رہا ہے اور نئے پیشے، صنعتیں شروع کرنے کے لیے صنعت کاروں کو 'اسٹارٹ اپ انڈیا' کے زیر اثر لون کی امداد فراہم کرنے کی کوششیں بھی ہوئی ہیں۔ مقامی صنعتوں کے ساتھ شامل ہو کر تعلیمی اداروں کے

باہمی تعاون کے ذریعے ممکن بنا ہے یا مقامی صنعتوں کے ساتھ شامل ہو کر تعاون باہمی تسلسل کے ذریعے ممکن ہوا ہے۔ اس لیے مقامی ضرورتوں کی مانگ کے مطابق محنت کی فراہمی مہیّا کر کے روزی کے نئے مواقع تشکیل دے کر وہائٹ کولر جوب کے مقام پر سرکاری اقتصادی تعاون کے ذریعے خودکار روزی کو ترغیب دینے کے لیے تعلیمی نصابوں میں اور تعلیمی خرچ سستے اور داخلہ آسان کرنے کے لیے ویسی فضا تشکیل دینا چاہیے اور مضبوط ڈھانچہ تیار کرنا چاہیے۔

(9) صنعتوں سے منسلک ترقی کرنا، نئے روزی کے مواقع تشکیل دینے کے لیے نئے تجارتی صنعتوں کی ابتدا کرنا ضروری ہے۔ نوجوانوں میں صنعتوں کو قائم کرنے کا حوصلہ بڑھے، ہوشیاری، اجتماعی طاقت کے ساتھ سرمایہ کاری بھی ضروری ہے۔ سرکار شری کے ذریعے کم سرمایہ کاری سے ابتدائی کم مارجن کے ساتھ مشینیں، خام مال یا آفس فرنیچر خریدنے کے لیے کم شرح سود پر مالیات کی سہولتیں، فروخت کے لیے امداد جیسے بے شمار منصوبے خودکارانہ روزی کے مواقع کو حوصلہ کرنے کے لیے بے شمار اقدامات اٹھائے ہیں۔ تجارت شروع کرنے کے لیے اور چلانے کے لیے ٹیکنیکل اور پیشہ وارانہ علم، انتظامیہ سوجھ بوجھ، صلاحیت اور امداد فراہم کرنے کی سرکاری کوششوں کے زیر اثر کام ہوا ہے۔ بینکوں، سرمایہ داروں نے مالی امداد، سستی آسان لون کی سہولتوں اور مقامی تجارتی اداروں کے خدمات کے جذبے کی تنظیموں کی کوششوں کی بدولت عورتوں کو گھریلو صنعتوں کو قائم کر کے خودکارانہ روزی مہیا کی ہے۔ اس طرح روایتی پیشوں سے باہر نکل کر خاندان کے ارکان کی ایک نئی نسل تیار ہوئی ہے جسے نئے نئے تجارت دھندے اور صنعتی شعبے کی اُفق کو وسعت دی ہے۔

(10) روزگار ونیمئے کیندر روزی کی تلاش میں گھومتے ہوئے لوگوں، محنت کشوں، کامداروں یا تعلیم یافتہ ذہین، ہوشیار نوجوانوں کو کام دینے کے لیے مالکوں کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کے لیے ایک زنجیر کی صورت میں کام کرتے ہیں۔ یہ ادارے تعلیم یافتہ بیکاروں کے اندراج، کام کے مقام قسم کے متعلق پُراعتماد واقفیت عطا کرتے ہیں۔ کارکردگی پسندیدگی میں رہنمائی کرتے ہیں۔ یہ مراکز 'روزی، کارکردگی' جیسے میگزین اور رسالوں کے ذریعے روزی کے لیے مکمل واقفیت فراہم کرتے ہیں۔ 'ماڈل کیریر سینٹر' کے ذریعے اور ہیلپ لائن نمبر 1800-425-1514 کے ذریعے لوگوں کو ضروری معلومات، اسکیل پروگرام، روزگار میلہ منعقد کر کے مفت خدمات فراہم کرتے ہیں۔ دسمبر 2015 تک ملک میں 947 روزگار ونیمئے کیندر جس میں دسمبر 2013 میں 468.23 لاکھ بے روزگار ملک میں اور گجرات میں 8.30 لاکھ بے روزگار درج ہوئے ہیں۔

عالمی مشقّت بازار

دنیا کے ممالک اپنے مزدوروں کی تجارت کرتے ہیں۔ اُسے عالمی مشقّت بازار کہتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر مزدوروں کی ایک ملک سے دوسرے ملک میں مقامی منتقلی روزی کے لیے تجارت دھندے کے لیے تعلیم یا اعلیٰ تعلیم کے لیے کی جائے اسے محنت یا مشقت کی بین الاقوامی سطح پر رفتار پذیر کہتے ہیں۔ تعلیمی واقفیت، اعلیٰ ٹیکنیکل علم اور صلاحیت حاصل کرنے کے لیے غیر ملک میں زیادہ آمدنی، زیادہ سہولت اور زیادہ اچھی نوکری کی تلاش میں ذہنی دولت کا (Brain Drain) سبھی بین الاقوامی سطح پر مقامی نقل پذیری ہے۔ سماجی وقار میں اضافہ کرنے والا یہ ملکوں میں آمد و رفت نے فی الحال متاثرانہ توجہ کے طور پر مشہور ہوا ہے۔ ذہین اور باصلاحیت تعلیم یافتہ شاطر یا تعلیم یافتہ ہوشیار اور باصلاحیت کاریگروں کی دیگر ممالک میں مقامی نقل پذیری ہونے کی وجہ سے وہاں پر مستقل سکونت اختیار کرنے کے رجحان کی وجہ سے ہمارے ملک میں ذہنی صلاحیت کے حامل پُر ٹیکنیکل علم اور سائنسی ذہن کے حامل ماہر صلاحیتوں کی کمی واقع ہوتی ہے۔ عالم کاری اور اخلاص کاری کی وجہ سے اقتصادی نظام میں ایک نئی صورت حال کی تشکیل ہونے لگی ہے۔ بے حد جدید ذہین اور واقفیتی تکنیک (IT)، خبر رسانی، ٹیکنولوجی، بایوٹیکنولوجی، کمپیوٹر کے شعبے یا علم طبعیات کے شعبے میں واقفیت اور صلاحیت حاصل کرنے والوں کی مانگ میں اضافہ ہوا ہے۔ بے شمار ممالک ایسے مخصوص تعلیمی اہلیت اور صلاحیت کے حامل لوگوں کی، تعلیم یافتہ باصلاحیت مزدوروں کی، ماہرین کی بھرتی کرتے ہیں۔ اُن کو متاثر کرنے کے لیے للچانے والی ترکیب اور رسم و رواج کا سہارا لیتے ہیں۔ صنعتی اکائیاں مقابلہ آرائی میں قائم رہنے کے لیے اپنے ضروری صلاحیت و قابلیت، علم، مہارت والے کارکنان کو اعلیٰ تعلیم فراہم کرنے کے لیے غیر ملکوں میں تربیت کے لیے روانہ کرتے ہیں۔

جو بین الاقوامی مقامی نقل پذیری کا ایک حصّہ ہے۔ مثلاً اس طرح سے غیر ملکوں میں ملازمت یا تجارت کے لیے جانے سے ملک میں غیر ملکی چلن کی صورت میں آمدنی حاصل ہوتی ہے۔ اس طرح غیر ملکی زر ملک میں آنے سے غیر ملکی کمائی سے ملک میں غیر ملکی چلن یا زرِ مبادلہ کا مسئلہ کچھ حد تک کم ہو جاتا ہے۔

مشق

1. ذیل کے سوالوں کے جواب تفصیل سے لکھیے :

(1) مفلسی کم کرنے کے مختلف تدابیر بتائیے۔

(2) مفلسی کے انسداد کے پروگرام کے تحت 'زرعی شعبے' اور 'گراموِدّئے' سے بھارت اُدّئے' کے پروگرام کے تحت سرکار کے لیے گئے اقدامات کی تفصیل سے بحث کیجیے۔

(3) مفلسی کم کرنے کی اہم سرکاری تدبیریں سمجھائیے۔

(4) بیروزگاری کم کرنے کی کوششوں کے لیے سرکاری منصوبے اور پروگرام (اہم چار) تفصیل سے سمجھائیے۔

2. ذیل کے سوالوں کے جواب مع نکات لکھیے :

(1) مفلسی سے کیا مراد ہے؟ مفلسی کے معیار تلے زندگی گزارنے والے لوگوں کی خصوصیات بتائیے۔

(2) بھارت میں مفلسی کا بیان کیجیے۔

(3) مفلسی رونما ہونے کی وجوہات بتائیے۔

(4) سماجی سلامتی اور انّ سُرکشا کے لیے سرکار کے پروگرام بتائیے۔

(5) 'امیر بھارت میں غریب آباد ہیں۔' سمجھائیے۔

(6) بیروزگاری کی وجوہات بتائیے۔

(7) بیروزگاری کے اثرات بتائیے۔

3. ذیل کے سوالوں کے جواب مختصر میں لکھیے :

(1) اضافی مفلسی اور غیر اضافی مفلسی

(2) 'ایگروبزنس پالیسی' اور 'ای۔ نام' کے متعلق بتائیے۔

(3) 'منریگا' پروگرام کی وضاحت کیجیے۔

(4) ضمنی بیروزگاری یعنی کیا؟

(5) عالمی مشقت بازار کا نظریہ واضح کیجیے۔

4. تمام سوالوں کے نیچے دیے گئے متبادلات میں سے صحیح متبادل پسند کر کے جواب دیجیے :

(1) بھارت میں مفلسی کا سب سے اونچا تناسب کس ریاست میں ہے؟

(A) اتر پردیس (B) اڑیسہ (C) چھتیس گڑھ (D) بہار

(2) بھارت میں 12-2011 میں مفلسی کا تناسب کتنا تھا؟ (کروڑ میں)

(A) 21.65 (B) 26.93 (C) 36.96 (D) 21.92

(3) عورتوں کی تقویت، باصلاحیت تربیت، خودکار روزی اور بازار کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کا مقصد کس سرکاری منصوبہ میں موجود ہے؟

(A) پردھان منتری جیون جیوتی یوجنا (B) راشٹریہ گرامین روزگار بانہیدھری یوجنا

(C) مشن منگلم یوجنا (D) ایگروبزنیس پالیسی

(4) بھارت میں کس ریاست میں بیروزگاری کا تناسب زیادہ دیکھا گیا؟

(A) بہار (B) جھارکھنڈ (C) کیرل (D) ہریانہ

(5) انّ سُرکشا قانون کے تحت کون سا منصوبہ گجرات میں عمل درآمد ہوا؟

(A) ماں انّ پُرنا یوجنا (B) منریگا (C) انتیودَّ ئے یوجنا (D) سُکنیا سمرُدھ یوجنا

(6) نوجوان بے روزگاروں کو نئے آئیڈیا کے ساتھ صنعتی کاروباری بن کر خودکار روزی کی طرف کون سا منصوبہ متوجہ کرتا ہے؟

(A) میک اِن انڈیا (B) اسٹارٹ اپ انڈیا (C) ڈجیٹل انڈیا (D) سوچھ بھارت ابھیان

(7) بیروزگاری دور کرنے کے لیے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے نام درج کرنے والا ادارہ

(A) روزگار وِنمئے کیندر (B) شرمی منترالیہ

(D) ماڈل کیریر سینٹر (D) گرام پنچایت

سرگرمی

- 'بھارت میں مفلسی' کے حوالے سے روزنامچے، میگزین یا رسالوں میں شائع ہونے والی خبروں کی کٹنگس کر کے تصویری اسکریپ بک بنایئے۔
- پچھلے دس سال کے مفلسی کی مقدار ریاست وار شہر اور دیہی علاقوں کے ساتھ حاصل کر کے اس میں سے ایک متوازن احوال تیار کیجیے۔ ضرورت کے مطابق وہاں فہرست نقشے یا گراف اندراج کا استعمال کیجیے۔
- روزگار ونیمئے کیندر سے یا انٹرنیٹ اور گوگل پر سرچ کر کے بھارت اور مختلف ریاستوں کی بے کاری کا تناسب اور مرد-عورت دونوں کی تعداد کی معلومات یکجا کیجیے۔
- روزگار وِنمئے کیندر کے یا پولی ٹیکنک یا آئی۔ٹی۔آئی۔ کالج کے ماہرین کو اسکول میں دعوت دے کر 'کاموں کی رہنمائی' اور جماعت 10 کے بعد پیشہ وارانہ نصاب کے متعلق ماہر مکالمے اور مظاہرہ منعقد کرنا۔
- بھارت میں مفلسی اور بے روزگاری مسائل پر مختلف طور سے دو دستی تحریری عدد بنوایئے۔

●

18 اضافی قیمت اور صارف کی بیداری

بھارت کے کئی معاشی اور سماجی مسائل میں سے ایک مسئلہ اضافی قیمت کا ہے۔ معاشی نظام کے تمام شعبوں میں مسلسل اور لگاتار بلند شرح سے ہونے والے اضافے کو افراطِ زر سے ہونے والی اضافی قیمت کہتے ہیں۔ جو ایک مسئلے کی طرح ہے، لیکن تسلط کسے ساتھ ہونے والی اضافی قیمت معیشت کے لیے سودمند ہے۔ قیمتوں میں اضافہ ہونے سے منتظم اور آجر کا منافع بڑھتا ہے۔ غیر متوقع منافع ہونے سے انھیں نئی پیداوار شروع کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پیداواری خرچ کے مقابلے اضافی قیمت کم ہونے سے نفع بڑھتا ہے۔ لہٰذا نئی سرمایہ کاری کا حوصلہ بڑھتا ہے۔ نتیجتاً پیداواری سرگرمیاں بڑھتی ہیں۔ پیداوار بڑھتی ہے۔ روزگاری بڑھتی ہے۔ آجران اور منتظمین، تاجران اپنی آمدنی بڑھنے سے اُس اضافے میں سے اپنے کاریگروں کو زیادہ معاوضہ ادا کرتے ہیں۔ اس طرح تمام کی آمدنی بڑھنے سے قوتِ خرید بڑھتی ہے۔ لوگ زیادہ اشیاء خریدنے کے لیے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور ان کی معیار زندگی بھی بلند ہوتی ہے اور معاشی ترقی کی سرگرمیاں رفتار پکڑتی ہیں۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ تسلط کے ساتھ قیمتیں بڑھانا معاشی ترقی کی شرطِ اوّل ہے۔

جب معاشی نظام میں تمام اشیاء یا خدمات کی قیمتوں میں لگاتار اور مسلسل اونچی شرح سے اضافہ ہوتا ہے تب اشیاء اور خدمات کی کل پیداوار فوراً نہیں بڑھتی لیکن زر کی رسد تیزی سے بڑھتی ہے۔ اس طرح بہت زیادہ زر معمولی اشیاء کو پکڑنے کا تعاقب کرتا ہے ایسی اضافی قیمت کی حالت کو افراطِ زر سے پیدا ہونے والی حالت کہتے ہیں۔ قیمتوں میں ہونے والی ہلچل خرچ آمدنی اور پیداوار کے آلات کی قیمت کی تحسیب کو اور اس کی تقسیم کو اور زر کی رسد کو درہم برہم کر کے معاشی نظام میں اچھا خاصا غیر توازن پیدا کرتی ہے تب اضافی قیمت معیشت کی معاشی ترقی میں مسائل کی صورت اختیار کر لیتی ہے یا حائل ہوتی ہے۔

ہمیشہ اضافی قیمت افراطِ زر سے نہیں ہوتی۔ کئی مرتبہ افراطِ زر کی شرح کم ہونے کے باوجود بازار میں رعایا کے لیے ضروری اشیاء یا خدمات کی قیمتوں میں اضافہ ہوتے ہوئے نظر آتا ہے۔ جبکہ دیگر شعبوں میں قیمتیں کنٹرول میں یا کم ہوتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

اضافی قیمت کے اسباب

اضافی قیمت کے خاص دو عوامل میں (الف) معاشی نظام میں اشیاء و خدمات کی کل پیداوار اور رسد میں فوراً اضافہ نہ ہونا اور (ب) اس کے برعکس ملک کی کل مانگ میں شدت سے اضافہ ہونا اس لیے قیمتوں میں مسلسل اضافہ نظر آتا ہے۔ اس کے لیے ذیل کے اسباب ذمہ دار ہیں۔

(1) زر کی رسد میں اضافہ : معاشی نظام میں زر کی رسد میں تین طرح سے اضافہ ہوتا ہے : (i) خسارہ کی تکمیل کے ذریعے یعنی نئے زر کی تخلیق کے ذریعے (ii) زر کی حرکت کی رفتار میں اضافہ یعنی بازار میں زر کی کل لین دین میں اضافہ ہونے سے (iii) عزت توسیع کی پالیسی کے ذریعے قرض کے سود کی شرح کم کر کے سستا قرض دے کر۔

معاشی نظام میں زر کی رسد بڑھنے سے لوگوں کی آمدنی بڑھتی ہے تو قوتِ خرید بڑھتی ہے۔ اشیاء و خدمات کی مانگ بھی بڑھتی ہے۔ اس کے برعکس کل رسد میں اضافہ نہ ہو تو اضافی قیمت جنم لیتی ہے۔

سرکار منصوبہ بند اور غیر منصوبہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے خسارے کی تکمیل کی پالیسی اپنا کر نئے زر کی تخلیق سے زر کی رسد بڑھاتی ہے۔ حکومت کے انتظامی اخراجات میں غیر منصوبہ بند اخراجات میں دفاعی اخراجات میں اضافہ ہونے سے یا مختلف فلاحی منصوبوں اور میلوں-تہواروں کے اخراجات میں عام اخراجات میں یا نجی اخراجات میں اضافہ ہونے سے بازار میں زر کی رسد یکا یک بڑھ جاتی ہے جو قوتِ خرید کو بڑھاتی ہے اور قیمتوں کی سطح کو اوپر لے جاتی ہے۔ یعنی اضافی قیمت قوتِ خرید کا سبب ہے۔

حکومت کے غیر منصوبہ بند اخراجات سے بازار میں اشیاء و خدمات کی کل پیداوار میں یا رسد میں اضافہ نہیں ہوتا۔ لیکن تنخواہیں بڑھنے سے بونس بھتہ میں اضافہ ہونے سے عوام کے ہاتھوں میں زر کی رسد بڑھ جاتی ہے نیز پیداوار کے آلات کی آمدنی بڑھنے سے زر کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔ نتیجتاً قوتِ خرید بڑھنے سے کل مانگ بڑھتی ہے اس کے برعکس کل رسد میں اضافہ نہ ہونے سے مجموعی طور پر اضافی قیمت پیدا ہوتی ہے۔

غرضیکہ اضافی قیمت، زر کی رسد میں ہونے والے اضافے کا نتیجہ بھی ہے اور سبب بھی ہے۔
بینکوں کے ذریعے قرض کے سود کی شرح کم کر کے، نیز بینکوں کی نقد امانتوں میں اضافہ کر کے بینکیں معمولی شرائط پر کم شرح سود سے سستی لون یا قرض کی صورت میں عوام کے ہاتھوں میں زر کی رسد میں اضافہ کرتی ہیں۔ جو اشیاء کی مانگ پر دباؤ بڑھا کر قیمتوں میں اضافہ کرتی ہیں۔

(2) آبادی میں اضافہ : بھارت میں اوسط 1.9 فیصد شرح سے آبادی بڑھتی ہے۔ بھارت کی کل آبادی 2011 میں 121 کروڑ تھی۔ 2001 سے ملک کی کل آبادی میں ہونے والا تیز اضافہ اشیاء و خدمات کی مانگ میں اضافہ کر کے مانگ–رسد کی حالت کے غیر توازن کو بڑھاتا ہے۔ اشیاء کی قلت پیدا ہونے سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(3) برآمدات میں اضافہ : غیر ملکی بازار میں ہمارے ملک کی پیداوار کی مانگ بڑھنے پر حکومت برآمدات بڑھانے کے حوصلہ مند اقدامات کرتی ہے جس کے سبب برآمدات کی اشیاء کی مقامی یا داخلی بازار میں دستیابی کم ہوتی ہے، تب قلت پیدا ہوتی ہے، مانگ کی بہ نسبت رسد کم ہونے سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

(4) خام مال کی اونچی قیمت پر دستیابی : خام مال کی قلت پیدا ہو اور اس کی قیمت بڑھے تو شئے کا پیداواری خرچ بڑھتا ہے۔ بالآخر اس شئے کی قیمت بڑھتی ہے۔ دوسری طرف پیدا ہونے والی اشیاء کے صارفین مزدور اور عوام ہے۔ ان کی قوتِ خرید کم ہو جانے سے معاوضہ بڑھانے کی طلب کرتے ہیں۔ اس سے اطمینان دلایا جائے تو دوبارہ شئے کی پیداواری خرچ میں اضافہ ہوتا ہے۔ جو پھر سے اضافی قیمت میں تبدیل ہوتا ہے اس طرح اضافی قیمت کا چکّر چلتا ہی رہتا ہے۔

(5) غیر اندراج زر کی کرنسی (کالا زر) : حکومت کو ادا کیے جانے والے ٹیکس سے بچنے کے لیے کئی معاشی لین دین حسابی کتاب میں درج نہیں کیے جاتے۔ کچھ لوگ اپنی زیادہ آمدنی یا زائد آمدنی چھپاتے ہیں۔ حسابی کتاب میں درج نہ کی گئی اور جس پر ٹیکس ادا کیا گیا نہ ہو ایسی بے حسابی آمدنی کو کالا زر (بلیک منی) کہتے ہیں۔ کالا زر رکھنے والے لوگ انکم ٹیکس یا سروس ٹیکس کے ماتحت پکڑے جانے کے خوف سے زر کو ذخیرہ کرنے کے بجائے تیزی سے جلد از جلد استعمال کرنے کی سوچ رکھتے ہیں اور غیر ضروری اشیاء خریدتے ہیں۔ ہر نوعیت کا کالا بازار اضافی قیمت کو تقویت دیتا ہے۔

(6) حکومت کے ذریعے اضافی قیمت : حکومت اکثر انتظامی احکام جاری کر کے پیٹرولیم، پیداوار اور پیٹرولیم پیدائش، کیمائی کھاد، زراعتی فصلوں کے بنیادی قیمتیں بڑھاتی ہے۔ خسارہ کی تکمیل کے ذریعے زر کی رسد بڑھتی ہے۔ جس کے سبب قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس طرح حکومت ہی اضافی قیمت کو جنم دیتی ہے۔

(7) قدرتی عوامل : موسلادھار بارش، خشک سالی، زلزلہ، وبا جیسی قدرتی آفات کے سبب نیز جنگ، فسادات، تحریکوں، ہڑتالوں یا صنعتی بدامنی، تالا بندی جیسے انسانی عوامل کے سبب پیداوار کم ہوتی ہے۔ اس کا رسد پر الٹا اثر پڑتا ہے۔ رسد کم ہونے سے اس کے برعکس زر کی مقدار ساکت رہتی ہے۔ جس کے سبب اشیاء کی مانگ کے دباؤ سے قیمتوں کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔

(8) سمگلنگ (محصول چوری) ذخیرہ اندوزی اور کالا بازاری : کئی بار درآمد مال پر محصول کی شرح زیادہ ہونے سے نیز کچھ اشیاء کی درآمد پر قابو یا برآمد پر پابندی کے سبب محصول چوری کے ارادے سے، چوری سے محصول نہ بھر کر غیر ملکی مال سامان ملک میں لایا جاتا ہے۔ جس کو سمگلنگ (محصول چوری) کہتے ہیں۔
مستقبل میں قیمتیں بڑھنے والی ہیں اس قیاس آرائی سے یا افواہوں یا پیشین گوئی کے سبب مستقبل میں اضافی قیمتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور اس کے خلاف تحفظ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے سماج کے تمام طبقات، تاجران، آجران، صارفین مال کا کم و بیش مقدار میں ذخیرہ کرتے ہیں۔ لہٰذا وہ اشیاء کی رسد پر دباؤ ڈالتے ہیں۔ مصنوعی قلت پیدا ہوتی ہے اور بازار میں بہت زیادہ قیمتیں لے کر نفع کا حاشیہ بڑھا کر رعایا سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اُسے منافع خوری کہتے ہیں۔
اس طرح ذخیرہ اندوزی، کالا بازاری اور منافع خوری جیسے غلط کاموں سے بازار میں اشیاء کی قلت پیدا ہوتی ہے جو اضافی قیمت کا ایک سبب ہے۔

قیمتوں کو قابو میں رکھنا کیوں ضروری ہے : قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہونے سے معاشی نظام پر نیز سماجی لوگوں کی زندگی پر وسیع، طویل اور الٹے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ ان اثرات سے بچنے کے لیے قیمتوں پر قابو پانا بے حد ضروری ہے۔ اضافی قیمت سے ہونے والے اثرات ذیل میں مختصر دیے گئے ہیں۔

(1) قیمتوں میں اضافہ ہونے سے، منافع میں اضافہ، آمدنی میں اضافہ، قوتِ خرید میں اضافہ، اشیاء و خدمات کی مانگ میں اضافہ، یہ خطرناک چکر مسلسل چلتا ہی رہتا ہے۔ غریبوں اور درمیانی طبقے کے لوگوں کا جینا محال ہو جاتا ہے۔
(2) قیمتوں میں اضافہ ہونے سے بچت اور اصل زر کی تخلیق کی شرح میں کمی آتی ہے۔ ضروری اشیاء کی پیداوار کم ہوتی ہے۔ نئے دھندے روزگار اور صنعتیں تھم جاتی ہیں۔
(3) غیر ملکی سرمایہ کاری کم ہوتی ہے۔ درآمدات میں اضافہ ہونے سے زرِ مبادلہ زیادہ خرچ ہوتا ہے جو نئے مسائل پیدا کرتا ہے۔
(4) لازمی اشیاء کی پیداوار گھٹتی ہے۔ قلت پیدا ہوتی ہے۔ رعایا کی معیارِ زندگی میں گراوٹ آتی ہے غریب اور غریب ہوتے ہیں۔
(5) ملک میں اشیاء کا پیداواری خرچ بڑھنے سے وہ مہنگی ہوتی ہیں۔ ملک سے برآمدات ہونے والی اشیاء کی قیمتیں بڑھنے سے ان کے برعکس درآمدات اشیاء سستی ہونے سے برآمدات میں کمی آتی ہے۔ درآمدات بڑھنے سے زرِ مبادلہ کا توازن بکھر جاتا ہے۔ درآمدات میں غیر توازن پیدا ہوتا ہے۔
(6) قیمتوں میں اضافہ ہونے سے غریب یا درمیانی طبقے کی معیار زندگی گرنے لگتی ہے۔ احتیاجات کو پوری کرنے کے لیے چوری، لوٹ مار، خون، جرائم، سٹابازی، ذخیرہ اندوزی، منافع خوری، کالا بازاری، بدعنوانی، خودکشی جیسی اخلاقی بڑائیاں سماج میں بڑھ جاتی ہیں۔ سماج میں اخلاقی زوال آتا ہے۔

اس طرح افراطِ زر سے ہونے والی اضافی قیمت معاشی نظام میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ لہٰذا قیمتوں کو قابو میں رکھنا بے حد ضروری رہتا ہے۔

اضافی قیمت کو قابو میں رکھنے کی تدابیر : معاشی نظام میں کل خرچ مسلسل بڑھتا رہتا ہے۔ حالانکہ اشیاء، خدمات کی پیداوار اسی تناسب سے نہیں بڑھتی اس لیے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ قیمتوں پر قابو پانے کے لیے حکومت اقدامات کرتی ہے۔

(1) مالیاتی اقدامات : (i) بھارت کی مرکزی بینک معاشی نظام میں سے زر کی رسد کم کر دیتی ہے۔ لوگوں کی زر خرچ کرنے کی عادت پر قابو لگ جاتا ہے۔ لہٰذا اشیاء کی مانگ کم ہونے سے بتدریج قیمتیں کم ہوتی جاتی ہیں۔ (ii) مرکزی بینک قرض دینے کی پالیسی میں سود کی شرح بڑھاتی ہے۔ لہٰذا لون، یا قرض مہنگے ہونے سے غیر ضروری سرمایہ کاری یا سٹہ بازاری سے سرمایہ کاری رک جاتی ہے۔ دوسری طرف سود کی شرح بڑھنے سے لوگوں کی بچت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ڈپازٹوں میں اور مختلف بچتوں میں سرمایہ کاریاں بڑھتی جاتی ہے۔ سرمایے میں کمی ہونے سے سٹّا بازی، ذخیرہ اندوزی، منافع خوری پر قابو لگ جاتا ہے۔ (iii) بینک شرح میں اضافہ ہونے سے تجارتی بینکوں کو قرض کی شرح بڑھانی پڑتی ہے۔ لہٰذا قرض کا تناسب کم ہو جاتا ہے۔ سود کی شرح بڑھنے سے سٹہ بازی میں سے زائد زر کھینچ کر معیشت میں بچت کی صورت میں واپس آتا ہے۔ لہٰذا سرمایہ کی شرح بڑھتی ہے۔ نئے دھندے روزگار کے علاقے کھُل جاتے ہیں۔ (iv) بینکوں کی نقد امانتوں کے تناسب میں اضافہ ہونے سے تجارتی بینکوں کی شاخوں پر پابندی لگتی ہے۔ قرض دینا کم ہوتا ہے۔ (v) کھلے بازار میں سرکاری ضمانت گریاں فروخت کر کے تاجر بینکوں کی اور عوام کی نقد امانتوں میں کمی کرتا ہے۔ لوگوں کے ہاتھوں میں زر کی رسد کم ہونے سے استعمال خرچ کم ہوتا ہے۔ قیمتیں قابو میں رہتی ہیں۔

(2) حکومت خزانے کے اقدامات : حکومت خزانے کی پالیسی یعنی حکومت کی عام آمدنی۔ خرچ کی پالیسی، ٹیکس اور عام قرض کی پالیسی (i) حکومت اپنے اخراجات میں ہر ممکنہ کمی کر کے ملک کے کل خرچ میں کمی کرتے ہوئے زر کی رسد کم کرتی ہے۔ جن منصوبوں کے پیچھے زیادہ خرچ ہوتا ہو لیکن منصوبے فوراً مفید ثابت نہ ہوں تو حکومت ایسے منصوبے ملتوی کرتی ہے۔ انتظامیہ خرچ میں کفایت شعاری اور غیر ضروری اخراجات میں کمی کرتی ہے۔ (ii) ٹیکس کی پالیسی کے تحت حکومت قیمتیں بڑھیں تب لوگوں کی قابل خرچ رقم کی رسد کم ہو اسی مقصد سے جاری ٹیکسوں میں اضافہ کرتی ہے۔ اور انکم ٹیکس، کمپنی ٹیکس وغیرہ بڑھاتی ہے۔ برآمدات پر نگرانی رکھتی ہے۔ درآمدات پر اونچی شرح سے محصول ڈال کر درآمدات اشیاء، مہنگی بنا کر درآمدات کم کرتی ہے۔ (iii) عام قرض کی پالیسی : عام قرض کی پالیسی کے مطابق حکومت لونوں کا اعلان کر کے یا 'لازمی بچت اسکیم' جیسی اسکیمیں لا کر سماج میں ہونے والے کل خرچ کو محدود کرنے کی کوشش کرے۔ بچتوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے مختلف حوصلہ مند اقدامات کرے، عام لونوں کی مقدار کم کرے۔ حکومت کی سب سیڈی کم کرے، بالراست ٹیکس کا تناسب اور وسعت بڑھائے، دولت مند طبقات کی استعمال میں آنے والی عیش وعشرت کی اشیاء پر اونچی شرح سے ٹیکس ڈالے تاکہ ان کی پیداوار کم ہو اور لازمی اشیاء کی پیداوار بڑھے۔ ان اقدامات سے عوام کے ہاتھوں میں آمدنی کی مقدار کم ہوگی۔ لہٰذا اشیاء کی مانگ کم ہوگی اور قیمتوں میں کمی آئے گی۔

(3) سرمایہ کاری پر قابو : غیر ضروری اور عیش و عشرت کی اشیاء میں سرمایہ کاری کم ہو اس لیے لائنس یا اجازت نامہ کے طریقہ عمل میں لایا گیا ہے۔ زراعتی اور صنعتی پیداواریں بڑھنے کے لیے سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ سٹے کی سرمایہ کاری کم ہو، لازمی اشیاء کی پیداوار بڑھے، پیداواری قوت بڑھے ایسے حوصلہ افزائی کے اقدامات کرنے چاہئیں۔ سود کی شرح بڑھا کر بچت کی عادت کو ترغیب دے کر سرمایہ کی تخلیق زیادہ ہو ایسی کوششیں کرنی ہوں گی۔

(4) قیمتوں پر قابو اور راشن بندی : (عوامی نظام تقسیم کے ذریعے) اضافی قیمتوں کو قابو میں رکھنے کی کوششوں کا ایک ہنرمند قدم عوامی نظامِ تقسیم (PDS) ہے۔ جو بھارت میں 1977 سے عمل میں آیا تھا۔ جس کا مقصد سماج کے کم تر آمدنی والے خاندانوں کی (انتیودئے اسکیم) اور خطِ افلاس کے نیچے زندگی بسر کرنے والے غریبوں (BPL) اور خط افلاس کے ماتحت اور اوپر کے کم آمدنی والے خاندانوں کو لازمی اشیاء رعایتی داموں پر سستے اناج کی دکانوں (FPSS) کے ذریعے مہیا کرانا ہے۔ آج ملک میں تقریباً 4.92 لاکھ سستے اناج کی دکانیں (FPSS) ہیں۔ ان دکانوں میں فروخت ہونے والی اشیاء کے دام کھلے بازار کی دکانوں کے داموں سے کم ہوتے ہیں۔ یہ حقیقی دام اور سستے اناج کی دکانوں میں ملنے والی اشیاء کے داموں کا فرق حکومت خود ادا کرتی ہے۔ اس رقم کو سب سڈی کہتے ہیں۔ مصنوعی قلت، ذخیرہ اندوزی اور کالا بازاری میں مرضی کے مطابق اضافی قیمت کی حالت میں غریبوں کی معیارِ زندگی کو برقرار رکھنے میں یہ عوامی نظامِ تقسیم (PDS) نعمت ثابت ہوئی ہے۔ جو اضافی قیمت کو قابو میں رکھتی ہے۔ اس نظام کی کامیابی کا دار و مدار اناج کی تقسیم اور نظامِ تقسیم میں مہارت، کارگزاری انتظامیہ، شفاف انتظام اور ایمان دار دکانداروں پر ہے۔

(5) قیمتیں متعین کرنے کا نظام : ذخیرہ اندوزی اور سٹّہ بازی کو ختم کرنے کے لیے لازمی اشیاء کے داموں کو رعایتی سطح پر برقرار رکھنے کے لیے نیز وہ آسانی سے بازار میں سے دستیاب ہوں اس لیے حکومت لازمی اشیاء کی قیمتیں متعین کرنے کا کام کرتی ہے۔ تاجروں کو انہیں داموں پر بازار میں اشیاء فروخت کرنے کی درخواست کرتی ہے۔ حکومت نے داموں کی سطح کو ساکت رکھنے کے لیے لازمی اشیاء کا قانون 1955 جاری کیا ہے۔ جو تاجر حکومت کی طرف سے متعین کردہ داموں پر اپنا مال سامان نہیں فروخت کرتا اس کے خلاف اس قانون کے تحت قانونی کارروائی کر کے اس پر جرمانہ عائد کرتی ہے۔ ذخیرہ اندوزوں، کالا بازاریوں، سٹّہ بازوں کے خلاف ٹھوس تحریک کی صورت میں 'پری وینشن آف اینٹی سوشیل ایکٹی ویٹیز-ایکٹ (PASA)' کے تحت اُسے گرفتار کیا جاتا ہے۔ اضافی قیمتوں کو کچلنے کے لیے تاجروں کے گوداموں میں رکھی ہوئی اشیاء کے تھوک پر نگرانی، چیکنگ، اسٹاک، رجسٹروں، داموں کے رجسٹروں کو عام کرنے کی قانونی سہولیات ہیں۔ ان کی مخالفت کرنے والوں کے خلاف سخت سزا کے اقدامات کر کے اضافی قیمتوں کو دبانے کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ حکومت نے اب تک پیاز، چاول، کپاس، سمینٹ، خوردنی تیل، پیٹرول، ڈیژل، کھانا پکانے کی گیس، کیروسین، شکر، ایلیومنیم، لوہا، فولاد، ریل بھاڑا وغیرہ دام کی قیمتیں متعین کرنے والے نظام کے ذریعے مقرر کیے جاتے ہیں۔ کئی حیات بخش دواؤں کے دام بھی اس قانون کے تحت مقرر کر کے اور اضافی قیمتوں پر قابو پایا گیا ہے۔

اس طرح قیمتوں کے اضافے کو روکنے کی تدابیر ایک دوسرے الگ یا آزاد نہیں ہیں۔ بلکہ ایک دوسرے پر منحصر ہیں۔ لہٰذا الگ الگ وتنہا اقدامات کرنے کے بجائے بڑے پیمانے پر اقدامات کیے جائیں تو مفروضہ نتائج اخذ ہوں گے۔

18.1 صارف بیداری کا پیغام

صارف کی بیداری (جاگو گاہک جاگو)

آج ہر انسان کسی نہ کسی طریقے سے صارف ہے۔ بازار میں یکساں خصوصیات والی اور مختلف چھاپ والی کئی اشیاء ہوتی ہیں۔ متفرق اشیاء اور متبادلات والی کئی طرح سے مفید اشیاء کے متعلق جاہل اور ناسمجھ گاہکوں کو مکمل علم یا معلومات نہیں ہوتی۔ آجر اور صارف کے درمیان کئی دلال ہوتے ہیں۔ اس لیے صارفین کا مختلف طریقوں سے استحصال ہو رہا ہے۔

صارف جو شئے، مال یا خدمت، زر یا عوض میں خریدتا ہے۔ وہ مخصوص اوصاف صحیح وزن اور رعایتی داموں پر ہو ایسے انتظام کو تحفظ صارف کہتے ہیں۔ تحفظ صارف بیداریٔ صارف کی تحریک ہے۔ صارف کو بیدار کرنے لیے 'امریکہ میں رالفنا ڈرے' نے صارف نظریہ شروع کیا تھا۔ اس لیے اُسے تحریکِ صارف کا بانی کہتے ہیں۔

صارف کا مختلف طریقوں سے استحصال

آجران اور تاجران صارفین کا مختلف طریقوں سے استحصال کرتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔ صارف کو پیکنگ پر درج شدہ وزن سے کم وزن کا مال دے کر، ہلکا نقصان دہ یا جعلی شئے/مال مہیا کر کے، شائع شدہ قیمت سے زیادہ قیمت وصول کر کے صارف کی صحت کو خطرہ یا نقصان پہنچے ایسی ملاوٹ والی اشیاء مہیا کر کے، فروخت کے بعد کی خدمات غیر اطمینان بخش مہیا کر کے، مقررہ شرائط یا پیمانے کے مطابق تعمیری کام، اشیاء یا خدمات مہیا نہ کر کے، بجلی، بینک، بیمہ، ٹیلی فون یا طبی خدمات میں خاصی لاپرواہی بتا کر، یا صارف کے ساتھ بدسلوکی یا بے عزتی کر کے، دلکش یا فریبی اشتہارات کے ذریعے، صارف کو شئے کا صحیح انتخاب کرنے میں دھوکا ہونے کے سبب فروخت کرنے کا غلط طریقہ آزما کر، صارف کو جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچانے والا جعلی مال سامان فروخت کر کے، مصنوعی قلت پیدا کر کے کچھ ہی معلومات مہیا کر کے صارف کا استحصال کیا جاتا ہے۔

صارف کے استحصال کے اسباب

صارف کا استحصال ذیل کے اسباب کی بنا پر ہوتا ہے :

(1) صارف خود ذمہ دار : جہالت، بیداری کا فقدان، ناخواندگی، متحد ہو کر مخالفت نہ کرنے کا فقدان، ہونے والے نقصان یا استحصال کے خلاف قانونی طریقے سے لڑنے کی تیاری اور فطرت کا فقدان اور اس کے متعلق مناسب علم نہ ہونے سے تاجران، آجران، منتظمین کے ذریعے صارفین کا مختلف طریقوں سے استحصال کیا جا رہا ہے۔

(2) محدود معلومات : سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں صارفین نظریہ کی سوچ رکھنے والے تخلیق کار اور فروخت کنندہ کوئی بھی شئے یا خدمت کسی بھی مقدار میں پیدا کرنے اور فروخت کرنے کے لیے آزاد ہیں۔ ان کی پیداوار کے پیمانے، قیمتیں اور اوصاف پر نگرانی رکھنے کے لیے کوئی خاص قوانین نہیں ہیں اور جہاں ہیں وہاں سختی سے ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ایسی حالت میں صارف کو اشیاء کے صحیح استعمال واقفیت، معلومات کا علم نہیں ہوتا۔ شئے کے استعمال کے بارے میں صحیح تربیت نہ ملنے سے، اوصاف کی حفاظت اور استعمال کے طریقے اور فروخت کے بعد کی خدمات، وارنٹی یا گارنٹی جیسی معلومات کی تشریح کے متعلق خریدتے وقت صارف کو مکمل طور پر اطلاع نہیں کیا جاتا۔ اس طرح محدود معلومات کے سبب صارف صحیح اشیاء خریدتے وقت غلطی کر بیٹھتا ہے۔

(3) محدود رسد : جب شئے یا خدمت کی مانگ بہ نسبت کافی مقدار میں اس کی رسد نہیں ہوتی تب مصنوعی قلت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح تاجر، آجران کے ذریعے ذخیرہ اندوزی، سٹّہ بازی کے ذریعے یا قدرتی آفات جیسے عوامل سے قلت پیدا ہوتی ہیں۔صارف سے اس صورت میں زیادہ قیمتیں لے کر غلط فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اس طرح بازار میں شئے کی نامکمل رسد بھی صارف کے استحصال کا سبب ہے۔

(4) محدود مقابلہ : جب کوئی ایک ہی آجر یا آجران کا گروہ کسی شئے یا خدمت کی پیداوار اور تقسیم میں اپنا ہی اختیار رکھتا ہو تب آجران ایسے محدود یا اجارہ داری بازار میں دیگر متبادلات کی کمی سے صارف کا مختلف طریقوں سے استحصال کرتے ہیں۔ عیب دار خدمت اور ہلکا مال سامان فروخت کرتے ہیں۔

صارف تحفظ کے میدان میں صارف کی بیداری

صارفین کے مختلف طریقوں سے ہونے والے استحصال کو روکنے اور صارفین کے حقوق اور مفادات کا تحفظ کرنے، نیز صارف کو جسمانی، ذہنی اور معاشی طور پر تحفظ بخشنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ سب سے پہلے بھارت میں صارف کے تحفظ کے متعلق کوٹلیہ کے علم معاشیات میں صنعتوں اور تجارتوں کے ذریعے صارفین کے ساتھ کی جانے والی بدسلوکیوں اور استحصال کا ذکر کیا گیا تھا۔ جس میں ناپ تول

اور ملاوٹ یا بناوٹ جیسی مجرمانہ تجارتی رسم و رواج کے عوض میں جرمانہ یا سزا کرنے کی سہولیات کا ذکر ہے۔

امریکی صدر فرینکلِن کینڈی نے امریکہ کی پارلیمنٹ میں 15 مارچ 1962 کے روز صارفین کو چار حقوق نذر کیے اور صارفین کے مشوروں کو سنا نہیں جاتا اس بارے میں رنج کا اظہار کیا تھا۔

18.2 عالمی حقوق صارف دن منانا

'کنزومرس انٹرنیشنل' بین الاقوامی یونین نے 15 مارچ 1983 کے دن صارفین کے چار حقوق کا منشور جاری کیا۔ اس لیے دنیا میں ہر سال 15 مارچ کے روز 'عالمی حقوق صارف' منایا جاتا ہے۔ اس کے بعد اقوام متحدہ (UN) نے 16 اپریل 1985 کی اسمبلی میں 'یونائٹیڈ نیشن گائڈ لائن فار کنزومرس پروٹیکشن' کے مسوّدہ میں صارفین کے بنیادی آٹھ حقوق اعلان کیے۔ ان کی تائید کرتے ہوئے دنیا کے ممالک نے اپنے ممالک میں صارفین کے حقوق اور مفاد کے تحفظ کے لیے مؤثر قانونی ڈھانچہ تشکیل دینے کی سفارشات کیں۔ بھارت کی پارلیمنٹ نے قومی تحفظ صارفین قانون 1986 بنایا۔ جس پر صدر مملکت نے 24 دسمبر 1986 کے دن دستخط کر کے منظور کیا۔ اس لیے بھارت میں ہر سال 24 دسمبر کے روز قومی یومِ تحفظ صارف منایا جاتا ہے۔

گجرات حکومت نے 18 فروری 1988 کے روز گجرات تحفظِ صارف اصول 1988 کو عملی جامہ پہنایا۔ تحفظ صارف قانون کو قانونی درجہ نصیب ہوا۔

بھارت کے تحفظِ صارف قانون میں 1993 اور 2002 میں کئی اہم اصلاحات کی گئیں، اور برسوں پرانے قوانین میں تبدیلیاں کرنے کی عوام کی بھی خواہش تھی۔

CONSUMER PROTECTION ACT OF 1986

18.3 صارف تحفظ قانون-1986

تحفظ صارف قانون-1986 کی دفعات میں سے سب سے خاص اور اہم دفعہ کا ذکر ہم اب کریں گے۔

صارفین کے حقوق کا قانون

بھارت میں سماجی، معاشی قوانین کی تاریخ میں 'تحفظ صارف قانون-1986 ایک نشانِ حدبندی کی صورت میں اور عوام کی بھلائی کا قانون ہے۔ صارفین کے حقوق و مفادات کی خاطر بنایا گیا۔ یہ قانون سب سے زیادہ ترقی پذیر اور قابل شمول قانون ہے۔ جس میں حسب ذیل دفعات کا ذکر کیا گیا ہے۔

1. صارف کی خدمت کے تعلق سے : اس قانون کے تحت تاجر، مال یا خدمت کے تعلق سے صارف کی تعریف حسب ذیل کی گئی ہے۔

مال کے تعلق سے صارف یعنی ذیل میں ظاہر کیا گیا فرد جس کو قانون کا تحفظ حاصل ہے۔ صارف کہلاتا ہے۔

(i) جو کوئی فرد کوئی بھی شئے یا مال یا خدمت پیسے دے کر کسی چیز کے بدلے میں خریدے یا شئے یا خدمت دینے کے عوض قیمت ادا کرنے کی ضمانت دے کر یا کچھ رقم ادا کر کے حاصل کرے یا کچھ باقی رقم ادا کرنے کی ضمانت دے کر وہ شئے یا خدمت حاصل کرے تو وہ فرد صارف کہلاتا ہے۔ (ii) قسط سے ادا کر کے یا کرایہ کے طریقے سے کوئی مال قیمت ادا کر کے خریدے یا خدمت کرایہ پر لے یا خدمت حاصل کرے اور اس مال کو خود یا اس کا کوئی بھی فرد استعمال کرے یا خدمت سے استفادہ کرے تو وہ صارف کہلاتا ہے۔

اگر کوئی فرد خریدا ہوا مال پھر سے فروخت کرے یعنی دھندے بیوپار کے مقصد سے ایسا مال یا خدمت بغیر قیمت کے مہیا کی جاتی ہو یا کسی نجی قرار کے تحت خدمت حاصل کی یا مہیا کرائی جاتی ہو تو ایسی خدمت کا شمار قانون میں نہیں ہوتا اور تحفظ کے قابل بھی نہیں۔

اس قانون کا مقصد صارفین کو اونچی اوصاف والا مختلف مال یا خدمات حاصل کرانا، نیز صارف کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔ اس قانون کی دفعہ کی مطابق مالی یا خدمت کی خوبی، نوعیت اور قرار کے تحت یا موجودہ قانون کے تحت خدمت کرنے کے طریقے کے خلاف خدمت میں عیب نظر آئے یا کمی محسوس ہو یا مال ہلکا اور عیب دار ہو تو صارف اس قانون کے تحت شکایت کر سکتا ہے۔

2 صارفین کے اختیارات (حقوق) : بازار میں حاصل ہونے والی مختلف اشیاء کی معلومات صارف کو نہیں ہوتی اس لیے وہ صحیح مال کے انتخاب میں غلطیاں کرتا ہے اور وہ اپنے خرچ کیے ہوئے زر کا پورا معاوضہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کا زر برباد ہو جاتا ہے اسے خود کو دھوکا ہونے کا احساس ہوتا ہے ہلکی قسم کے، بناوٹی، ملاوٹ والی ہلکی اوصاف والے غذائی اجناس خرید کر کئی بیماریوں کو دعوت دیتا ہے اور صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ تول ناپ، ملاوٹ اور بناوٹ، دھوکہ بازی، قیمتوں میں لوٹ کھسوٹ اور بدعنوانی، بداخلاق طور طریقوں سے سماج کا اخلاقی معیار گر جاتا ہے۔

آجران اور تاجران دونوں اپنی پیداواری اشیاء کے دام، ذخیرہ میں اوصاف میں مشابہت اور ایمانداری برتیں اس لیے قانون میں دفعات دی گئی ہیں۔ ان دفعات کا صارف کو علم ہونا چاہیے۔ صارف کو بے وقوف بنانے والی مختلف ترکیبوں، غلط طور طریقوں کے خلاف کس طرح آواز بلند کرنا ہے اور اس کی تعلیم دینے اور مختلف تدابیر کی فہمائش کے چند حقوق دیے گئے ہیں۔ ان حقوق کی حفاظت کرنا بیداریٔ صارف کا اہم مقصد ہے۔ اس قانون میں صارفین کو چھ حقوق دیے گئے ہیں۔

(1) تحفظ کا حق : 'جس پیداواری عمل کے آخر میں اشیاء و خدمات سے صارف کی جان کو خطرہ یا صحت کو نقصان ہو، اس کے خلاف صارف کو تحفظ یا سلامتی حاصل کرنے کا حق ہے۔' اس حق کا مقصد طبعی ماحول کا تحفظ اور زندگی کی اہمیت کا تحفظ کرنا ہے۔

(2) معلومات کا حق : صارف کو مال اور خدمت کی صفت، تھوک، مہارت، خالص پن، معیار، استعمال، قیمت وغیرہ کی معلومات ہونی چاہیے۔ تاکہ وہ بازار میں تاجروں کے غلط یا بدعنوان طور طریقوں سے بچ سکیں۔ معلومات حاصل کرنے کے اس حق سے صارف ہوشیاری اور ذمہ داری سے برتاؤ یا سلوک کرتا ہے۔ صارف کو معلومات لیبل پر سے، پیکنگ پر سے، اشتہارات، داموں کی فہرست پر سے، سرکاری اشتہارات اور احوال پر سے حاصل ہوتی ہے۔

(3) انتخاب کا حق : متعدد اور لاتعداد اشیاء، حریفائی کے سبب، مختلف اوصاف والی اشیاء میں سے سب سے زیادہ سودمند شئے یا خدمت خریدنے کا صارف کو حق ہے۔ انتخاب کا حق یعنی صارف کو شئے سستے داموں پر، اطمینان بخش خدمت اور اوصاف والی ہونے کا یقین دلانا ہے۔ یہ حق مختلف قسم کی اشیاء میں سے صارف کو اپنی پسندیدہ شئے کے انتخاب کرنے کی آزادی کا حق دیتا ہے۔

(4) سُنانے کا حق : صارفین کے حقوق اور مفادات کا تحفظ کرنا نیز صارف کی شکایات یا مفادات کو مناسب مقامات پر پیش کرنا اور آخر میں انصاف کرنے کا انتظام کرنا اور صارفین کی فلاح کے لیے غیر سیاسی، غیر تجارتی صارف منڈل بنانا، منڈلوں میں صارفین کو نمائندگی دے کر ان کی شکایات سننا وغیرہ قانون کی دفعات میں ہیں۔

(5) انصاف حاصل کرنے کا حق : اس حق کے تحت صارف کو بے ایمان تاجر سے چالاکی یا لاپرواہی سے نقصان ہوا ہو یا غیر اخلاقی طریقے سے استحصال ہوا ہو تو اس کے خلاف شکایات کر کے، اس کا حل نکال کر صارف کو ہونے والے نقصان کے عوض معاوضہ طلب کرنے کا حق ہے۔ اس معاوضے میں مال بدل کر دینا، مال واپس لینا، پیسے واپس لوٹانا، چارج لیے بغیر مرمت کرنا، وغیرہ شامل ہیں۔ ایسی ایک یا ایک سے زیادہ امداد معاوضہ کی صورت میں طلب کر سکتا ہے۔ صارف معاوضہ طلب کرے یا نہ کرے لیکن امداد یا معاوضہ طلب کرنا اس کا قانونی حق ہے۔

(6) تعلیم صارف : یہ حق صارف کو تاحیات معلوماتی صارف بننے کے تمام معلومات یا علم، ہوشیاری، صبر اور مہارت حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ صارف کی لاعلمی، دیہی علاقوں کے لوگوں میں ان کے حقوق کے تئیں بیداری کا فقدان وغیرہ صارف کا استحصال کرنے والے عوامل ہیں۔ اسکولی نصابوں میں جگہ دے کر مختلف اداروں کی مٹنگوں میں تعلیمِ صارف کے متعلق بحث و مباحثہ، نمائش، گفت و شنید، عملی کیمپ کے ذریعے تعلیمِ صارف کی تربیت دے کر صارف کی مہارت بڑھانے کی کوششیں کرنی چاہئیں تاکہ بازار میں بیدار صارف فرائض موثر طریقے سے انجام دے سکے۔ اس کام میں تعلیمِ صارف معاون ثابت ہوتی ہے۔

3. صارفین کے فرائض : صارفین جس طرح اپنے حقوق کے تئیں چوکنا رہتے ہیں۔ اسی طرح انھیں ذمہ داریوں اور فرائض کے تئیں بھی چوکنا رہنا چاہیے۔

(1) صارفین خریدتے وقت اشیاء - خدمات کا صحیح انتخاب کریں۔ شئے کی خریداری میں صفات، رعایتی دام، گارنٹی یا وارنٹی، فروخت کے بعد کی خدمات یا ISI, BIS یا ایگ مارک نشان والی اشیاء خریدی جائیں۔ بجلی یا الیکٹرونک کے آلات خریدتے وقت اسٹانڈرڈ یا برانڈ نام والی اشیاء ترجیح دی جائے۔

(2) خریدتے وقت متفرق اشیاء میں سے پسندیدہ شئے کو انتخاب کرنے کا فیصلہ اس کی تمام معلومات، لیبل اور اشتہار کے مطابق تصدیق اور یقین کر کے ایک سمجھدار اور بیدار صارف بن کر ذمہ داری سے فیصلہ کر کے شئے خریدنی چاہیے۔ ایک صارف کے طور پر اپنے فیصلے میں گنتی باز کے طور پر، برتاؤ میں چالاکی، عقلمندی سے، قابلیت بتا کر ذی شعور سلوک کیا جائے تاکہ استحصال اور دھوکہ بازی سے بچا جا سکے۔

(3) صارف کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے حسنِ سلوک سے فروخت کنندہ یا آجران کو ایماندار اور شریف فرد ہونے کا احساس کرائے۔ قانون بھی ایسی توقع کرتا ہے۔

(4) صارف خریدے ہوئے مال یا خدمت کا پکّا بل یا زر ادائیگی کی پکی رسید دینے کی درخواست کرے۔ وارنٹی کارڈ بھی فروخت کنندہ سے بھرا کر دوکان کی مہر لگا کر تاجر کے دستخط لے۔

(5) صارفین کو غیر سیاسی، غیر تجارتی سطح پر متحد ہو کر خود اختیاری صارف کمیٹیاں یا تنظیمیں بنانی چاہئیں۔ ان کمیٹیوں کے ذریعے صارفین کی شکایات کا حل تلاش کرنے کے لیے قانونی لڑائی لڑنی چاہیے۔ حکومت سے صارف کے لیے مختلف کمیٹیوں میں نمائندگی طلب کرنی چاہیے۔ استحصال کے خلاف احتجاج کرنا بھی صارف کا فرض ہے۔

(6) صارفین اپنی صحیح شکایت متعلقہ افسر کو زبانی یا تحریر میں درج کرائیں۔ عام مفادات کی شکایات کا حل نکالنے کے لیے 'صارف منڈلوں' اور مختلف خدمت گزاروں اداروں کا بھی تعاون لیا جائے۔

(7) صارف شئے خریدتے وقت صفات یا مال کی حفاظت کے معیار میں کسی بھی قسم کی رعایت، یا مفاہمت نہ کرے۔ خریداری میں پیکنگ، قیمت، پیداوار کی تاریخ، بیچ نمبر، خالص وزن، آخری تاریخ، آجر کا نام، پتہ وغیرہ دیکھ کر تصدیق و تحقیق کر کے خریدنے کا اصرار ہمیشہ کرے۔

(8) مال خریدتے وقت صارف کو پتہ چلے کہ اس میں ملاوٹ ہے۔ مال بناوٹی یا جعلی ہے۔ وزن میں کم ہے تو صارف فوراً تاجر کو خبر کرے۔ اگر تاجر شکایت حل کرنے میں دیر لگائے تو اختیاری کمیٹیوں یا صارف کورٹ سے انصاف طلب کرے یعنی صارف بیدار شہری کا فرض ادا کرے۔

(9) صارف کو اپنی ضرورت کے مطابق ہی مناسب مقدار یا تعداد میں اشیاء خریدنی چاہیے۔ دلکش یا دیدہ زیب اشتہارات سے یا کسی کو دیکھ کر غیر ضروری اور غلط خریداری سے بچنا چاہیے اور روپیوں کو برباد نہیں کرنا چاہیے۔

(10) خریدتے وقت وزن کے پیمانے، وزن ترازو، تول ناپ کے آلات یا الیکٹرونک مشینیں برابر ہیں یا نہیں اس کی جانچ صارف کو کرنی چاہیے۔ تول ناپ کے آلات کی پابندی کے ساتھ تحقیق و تصدیق وقتاً فوقتاً جانچ افسر سے ہوئی یا نہیں اس کی تصدیق کرنی چاہیے۔ اگر آلات ہر سال مستند کرائیے گئے نہ ہوں تو تول ناپ افسر، قانونی ناپ سائنس اور ڈائریکٹر امورِ صارف کے مقامی دفتر میں رابطہ قائم کر کے ان کی توجہ مبذول کرائی جائے۔ ضرورت محسوس ہو تو شکایت کرنا ایک بیدار صارف کا فرض ہے۔

(11) گھر پر گیس سلنڈر آیا ہو تو اس کا 'سیل' چیک کیا جائے۔ اس کا وزن چیک کیا جائے۔ رکشا یا ٹیکسی میں میٹر 'زیرو' دیکھ کر کرایا دیا جائے۔ پیٹرول، ڈیژل یا سی۔این۔جی۔ گیس بھراتے وقت انڈیکیٹر پر '0000' زیرو میٹر کا ریڈنگ دیکھ کر گیس بھرائی جائے۔ کیروسین خریدتے وقت پیمانے میں جھاگ جانے کے بعد پیمانہ پورا بھر کر خریدا جائے۔ ترازو اسٹینڈ پر برابر لٹکایا گیا ہو تو ایسے ترازو سے ہی وزن کرایا جائے۔ ہاتھ سے اٹھا کر کیے ہوئے ترازو سے وزن میں غلط یا دھوکہ کے امکانات ہیں۔

(12) ریلوے، بینک، بیمہ، ٹیلی فون، میونسپلٹی یا اسپتال وغیرہ کی خدمات میں ہونے والی لاپرواہی یا خدمت میں کمی سے جسمانی، ذہنی اور معاشی نقصان کے خلاف معاوضہ حاصل کرنے کے لیے 'صارف فورم' میں خود یا صارف منڈلوں کے ذریعے شکایت کرنی چاہیے۔ فیصلوں کی معلومات اور ملے ہوئے معاوضے کی خبریں مقامی ٹی۔وی۔ چینلوں، اخباروں میں شائع کرا کے دیگر صارفین کو آپ کے ساتھ ہونے والی ناانصافی اور ملے ہوئے انصاف کی خبر دے کر انھیں بھی ناانصافی کا شکار ہونے سے بچایا جا سکتا ہے۔ اس طرح صارف کی بیداری اور تعلیمِ صارف کا کام کرنا بھی صارف کا فرض ہے۔

(13) تعلیمِ صارف کے ذریعے بیداریٔ صارف کے تمام پروگراموں میں، تحریکوں میں، صارف منڈلوں کے ذریعے منعقدہ عملی کیمپوں میں، کانفرنس یا سیمینار میں جوش و خروش سے حصّہ لے کر سماج میں بیداریٔ صارف کے میدان میں بیداری لانے کی تحریک کو تیز بنانے میں حتی الامکان کوششیں کرنی چاہیے۔

18.4 تحفظ صارف کی تدابیر، تین سطحی عدالتیں

تحفظ صارف کی تدابیر : صارف کے تحفظ کی تدابیر چار طریقوں سے کی جاتی ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں :

(الف) تین سطحی نصف انصافی عدالتیں : قومی تحفظِ صارف قانون-1986 کے مطابق 'مرکزی تحفظِ صارف کونسل' (قومی صارف کمیٹی) بنایا گیا ہے۔ اسی طرح ریاستی سطح پر 'ریاستی صارف کمیشن بنایا گیا ہے۔ ان کمیشنوں کے زیر نگرانی تحفظِ صارف قوانین بنائے گائے۔ 'قومی صارف تکرار کمیشن نے تین سطحی عدالتوں کا ڈھانچہ تیار کیا ہے اور صارف فورم یا کمیشنوں کے کام کاج کے قاعدے قانون بنائے ہیں۔

(1) ضلع فورم : ہر ایک ضلع میں زیادہ تر ایک عدالت ہوتی ہے جو سب سے اہم عدالت ہے۔ یہ عدالت صارفین کی شکایات کا مطالعہ کر کے انصاف کرتی ہے اور صارف کو نقصان کے بدلے میں معاوضہ دلاتی ہے۔ ملک میں تقریباً 571 صارف ضلع فورم کام کر رہے ہیں۔ اس عدالت میں فی الحال 20 لاکھ روپے تک کے معاوضے کے دعوے کے لیے مقررہ فیس بھرنے کے بعد درخواست قبول کی جاتی ہے۔ ضلع فورم کے فیصلے سے ناراض پارٹی فیصلہ کی خبر سننے کے 30 دن میں ریاستی کمیشن میں اپیل کر سکتی ہے۔ حالانکہ اس سے قبل اسے معاوضے کے دعوے کل رقم کی 20 فیصد رقم یا 2500 روپے میں سے جو رقم کم ہو وہ مقررہ شرائط پر بطور ڈپازٹ جمع کرانی ہوتی ہے۔

(2) ریاستی کمیشن (ریاستی فورم) :

- ملک میں فی الحال تقریباً 35 ریاستی فورم کام کر رہے ہیں۔
- 20 لاکھ سے 1 کروڑ روپے تک کے معاوضے کے دعوے کی رقم کی شکایت مقررہ فیس بھرنے کے بعد درج کرائی جا سکتی ہے۔
- ضلع فورم کے فیصلے سے ناراض کوئی بھی پارٹی فیصلے کے 30 دن میں دیے ہوئے نمونے میں اور دعوے کی 50 فیصد رقم یا 35000 روپے ڈپازٹ بھرنے کے بعد قومی کمیشن میں اپیل کر سکتی ہے۔

(1) قومی کمیشن (قومی فورم) :

- 1 کروڑ سے زیادہ کے معاوضے والی درخواستیں کی مقررہ فیس کورٹ میں بھرنے کے بعد شکایت داخل کی جا سکتی ہے۔
- پانچ ممبران کی بینچ اس کمیشن کے ممبران ہوتے ہیں۔
- ریاستی کمیشن اور قومی کمیشن کو حتی الامکان درخواست داخل کی گئی تاریخ سے 90 دن میں درخواست کا حل نکالنا ہوتا ہے۔
- قومی کمیشن کے فیصلے سے ناراض فرد یا پارٹی کمیشن کے فیصلے کے 30 دن میں سپریم کورٹ میں مقررہ شرائط پر اپیل داخل کر سکتی ہے، لیکن اپیل سے پہلے پارٹی کو معاوضے کے دعوے کی رقم کی 50 فیصد رقم یا 50000 روپے ان میں سے جو کم ہو وہ ڈپازٹ بطور کورٹ میں جمع کرانا لازم ہے۔

اگر کوئی فرد ان تینوں عدالتوں میں سے جس عدالت کے فیصلے پر عمل نہ کرے، اسے سزا یا جرمانہ یا دونوں قبول کرنے پڑتے ہیں۔

بی۔پی۔ایل۔ والے افراد کو سینئر سیٹیزنس اور اپاہج افراد کو چند شرائط کی بنا پر فیس ادا کرنے سے آزاد کیا جاتا ہے اور ضلع مفت قانونی خدمت، رہنمائی قانونی امداد، رہنمائی اور وکیل کی مفت خدمت مہیا کراتی ہے۔

(ب) صارف منڈل (تحفظ صارف کانفرنس) : اس قانون کے تحت تعلقہ، ضلع، ریاست اور قومی سطح پر حکومت کی طرف سے منظورشدہ منڈل قائم کیے گئے ہیں۔ یہ صارف منڈل یا کانفرنس غیر سیاسی، غیر تجارتی سطح پر صارفین کے ذریعے خودساختہ صارف منڈل ہیں۔ ان صارف منڈلوں کا اہم مقصد صارفین کے حقوق بیدار کرنا اور ان کی حوصلہ افزائی کرنا اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنے والی پالیسیاں بنانے میں حکومت کو مدد کرنا ہے۔ یہ منڈل صارفین کے حقوق اور قانونی سہولیات کا وقتاً فوقتاً تجزیہ کرتے ہیں اور قانونی دفعات میں اصلاح کرنے کا حکومت کو مشورہ دیتے ہیں۔ یہ صارف منڈل صارفین کو بیدار کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان میں صارفین کے حقوق، فرائض، مختلف طریقوں سے ہونے والا استحصال اور اُس سے کیسے بچا جا سکتا ہے اور قانونی سہولیات جیسے اہم موضوعات کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ ان صارف منڈلوں اور یونینوں کے ذریعہ 'تحفظ صارف'، 'اِن سائٹ'، 'دی کنزومر'، 'گاہک منچ' جیسے ماہانہ، دو ماہانہ، میگزین یا رسالے شائع کر کے صارفین کو بیدار کرنے کا کام کیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں صارفین کی شکایات حل کرنے میں مدد کر رہے ہیں۔

(ج) عوامی نظامِ تقسیم (PDS) : عوامی نظامِ تقسیم کے طریقے سے 'سستے اناج کی دکانوں' کے ذریعے پابندی سے اچھی اوصاف والا مال فروخت کیا جاتا ہے۔ اسی کے ساتھ مقررہ تھوک میں کفایتی داموں پر اناج یا دیگر اشیاء فراہم کی جاتی ہیں۔ غریب صارفین کا کھلے بازار میں سے زیادہ دام دے کر مال خریدنا، ہلکی قسم کے اوصاف والا مال سامان خریدنا یا کم مقدار میں اشیاء حاصل کرنا وغیرہ کے استحصال سے بچاتا ہے۔ عوامی نظامِ تقسیم سے تاجر کے بدعنوان طریقوں پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

(د) تول ناپ اور اشیاء کے خالص پن کو مستند کرنے والا نظام : صارفین کی صحت اور سلامتی کے تحفظ کے لیے حکومت نے کئی قانون کے زیر اثر ادارے قائم کیے ہیں۔ جو آجرین کے ذریعے تیار ہونے والے مال سامان اور اشیاء کے اوصاف اور خالص پن کی تحقیق و تصدیق کر کے اُسے مستند کرنے کا کام کرتے ہیں۔

بھارت حکومت نے اوصاف کو برقرار رکھنے کے لیے 1947 میں انڈین اسٹانڈرڈ انسٹی ٹیوٹ (ISI) نامی ادارہ قائم کیا تھا۔ جو بعد میں 1986 میں بیورو آف انڈین اسٹانڈرڈز نام سے جانا جاتا ہے جو مناسب اوصاف والی مختلف آجران کو ISI مارکو پیداواری آلات پر لگانے کی اجازت دیتا ہے۔

18.5.1 ISI ادارے کا لوگو 18.5.2 BIS ادارے کا لوگو

زراعت پر دارومدار رکھنے والی اشیاء جنگلاتی پیداوار باغاتی اور مویشی پیداوار کے اوصاف کی قدر 'ایگ مارک' بتانے والا قانون کھیتی باڑی پیداوار بازار قانون-1937 میں بنا تھا۔ حکومت ہند کے 'ڈپارٹمنٹ آف مارکیٹنگ انٹیلجنس ادارے (DMI) نے ایگ مارک استعمال کرنے کا اجازت نامہ دیا ہے۔ اگر صارف کو مارک کے متعلق کوئی شک و شبہہ ہو تو BIS کے قریب کے علاقائی دفتر میں شکایت درج کر سکتا ہے۔

18.6 ایگ مارک کا لوگو

18.7 سونے کے زیورات خریدتے وقت دھیان میں رکھی جانے والی علامات

سونے کے زیورات خریدتے وقت BIS مارکا کے ساتھ سونے کی خالص پن کا نمبر مثلاً 916 یعنی 22 قیریط۔ اس کے علاوہ 'ہول مارک' مرکز کا لوگو 'J' جس سال میں ہول مارکنگ ہوا ہو اس سال کی علامت مثلاً 'J' یعنی 2008۔ علاوہ ازیں زیور بنانے والے اور فروخت کنندہ کا لوگو خالص پن اور اوصاف کی گارنٹی دیتا ہے۔

ایف۔پی۔او۔ Food Product Order(FPO) کا مارکا جام، فروٹ، جیوس، کین یا ٹین میں پیک کیے گئے پھلوں اور سبزیوں کی

18.8 ایف۔پی۔او۔ لوگو 18.9 وؤل مارک لوگو 18.10 ایم۔پی۔او۔ 18.11 ایچ۔اے۔سی۔سی۔پی۔ لوگو

پیداوار اشیاء پر لگایا جاتا ہے۔

آئی۔ایس۔آئی۔ (ISI) ٹیکس ٹائل، کیمیکل، جراثیم کش دواؤں، ربر، پلاسٹک کے سامان، سمینٹ کی دھاتیں، الیکٹرونک آلات پر یہ مارکہ BIS کے ذریعے لگایا جاتا ہے۔

وؤل مارک - اون کی اشیاء اور ملبوسات کو دیا جاتا ہے۔

ایم۔پی۔او۔ (MPO) Meat Processing Optimises مارک - گوشت، گوشت کی اشیاء اور اس میں سے بننے والی اشیاء پر لگایا جاتا ہے۔

ایچ۔اے۔سی۔سی۔پی۔ (HACCP - ہیزارڈ، اینالیسیس اینڈ کریٹیکل کنٹرول پوائنٹ) - مارک تعملات کے ذریعے تیار کیے ہوئے غذائی اجناس کو BIS کے ذریعے دیا جاتا ہے۔

ای۔سی۔او۔ (ECO) مارک صابن، ڈیٹرجنٹ، کاغذ، لوٗبری کیٹنگ آئل، پیکیجنگ مٹیریل، رنگ و کیمیا، پاوٗڈر، کوٹنگ، بیٹری، خوبصورتی بڑھانے کی اشیاء، لکڑی کی جگہ استعمال ہونے والی اشیاء، چمڑے اور پلاسٹک کے سامان کو ISI (انڈین اسٹانڈرڈ بیورو) کے ذریعے دیا جاتا ہے۔ جو اب BIS ہے۔

18.12 ای۔سی۔او۔ لوگو

بین الاقوامی سطح کے ادارے : بین الاقوامی سطح پر دو بین الاقوامی یونینس اسٹانڈرڈ آیزیشن (اوصاف کی قدر) کا کام کر رہی ہیں۔

(1) آئی۔ایس۔او۔ (ISO) - انٹرنیشنل اسٹانڈرڈ آئزیشن آرگینائزیشن) جس کا بڑا دفتر جنیوا میں ہے۔ جس کا قیام 1947 میں ہوا تھا۔ جس کا کام بین الاقوامی مفاہمت 9000-180 بین الاقوامی اوصاف کا سرٹیفکیٹ پیداوار کی اکائیوں کو اور اداروں کو دیا جاتا ہے۔ جبکہ ISO-14000 سلسلہ ماحولیاتی انتظامی طریقے کے لیے انٹرنیشنل آرگینائزیشن کے ذریعے دیا جاتا ہے۔ جو اعلیٰ اوصاف والے دفتر یا ادارے ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے۔

18.13 آئی۔ایس۔او۔ لوگو

(2) کوڈیکس ایلی مینٹری کمیشن (CAC) : غذا سے منسلک بین الاقوامی کمیشن ہے۔ جو بین الاقوامی خوردنی اشیاء کو مستند کرنے کا کام کرتا ہے۔ اس کمیشن کی بنیاد 1963 میں خوردنی نیز زراعتی انجمن (FAO) اور عالمی صحت ادارہ WHO کے ذریعے ڈالی گئی۔ اس کا صدر دفتر اٹلی کی راجدھانی روم میں ہے۔ یہ ادارہ دودھ، دودھ سے بنی اشیاء، گوشت، مچھلی، خوردنی اشیاء کی پیداواروں کو مستند کرنے کا اور بین الاقوامی سطح پر تجارتی پالیسی-اصول بنانے کا کام کرتا ہے۔ بھارت میں ISO کے ساتھ مل کر کام بھارتی ادارہ BIS کرتا ہے۔ جبکہ CAC سے مل کر کام 'ڈائرکٹر جنرل آف ہیلتھس سروِس' کرتا ہے۔

شکایت کون درج کر سکتا ہے اور کہاں؟ : (1) صارف خود (2) مرکز، ریاستی یا مرکز کے زیر انتظام علاقوں کی حکومت (3) صارف منڈل یا جو کمپنی قانون یا موجودہ قانون کے تحت رجسٹرڈ ہو یا ایک یا زیادہ صارفین کی طرف سے نمائندگی کی صورت میں کوئی صارف یا جس میں تمام صارفین کا مفاد شامل ہو وہ یا (5) کوئی مال، اشیاء و خدمات خریدنے والے کی اجازت سے استعمال کرنے والے خاندان کا کوئی رکن مال یا خدمت میں نقصان یا عیب کی وجہ سے نقصان کے خلاف شکایت کر سکتا ہے۔

اگر آجر (پیداکار) یا فروخت کنندہ صارف کی صحیح 'مناسب جائز شکایت کا کوئی حل نکالنے کے لیے قاصر ہوٗ یا تیاری نہ بتائیے تب شکار بننے والا صارف یا اس کے خاندان کا کوئی فرد مقامی ضلع فورم، ریاستی کمیشن، قومی کمیشن میں مقدمہ دائر کر کے مقامی رسد دفتر، تول ناپ سائنس اور صارف کے دفتر، صارف منڈلوں میں یا کلیکٹر کے دفتر میں شکایت کر سکتا ہے۔

جب مال یا خدمت میں کوئی نقص یا عیب نظر آئے تب یا قرار یا قانون کے تحت جس پر عمل کرنا ضروری ہو وہ کام کے طریقے میں ادھوراپن یا عیب دکھائی دے تو اسے خدمت میں کمی کہتے ہیں۔ یعنی شئے کی صفت، قسم اور خالص پن، وزن میں گھٹ یا کمی کے خلاف صارف شکایت کر سکتا ہے۔

شکایت کیسے کی جاتی ہے؟

- شکایت کرنے کی درخواست آسان، واضح، سادہ زبان میں ٹائپ کر کے یا ہاتھ سے لکھ کر یا ای۔میل کے ذریعے دی جا سکتی ہے۔ اگر کورٹ میں وکیل کے ذریعہ مقدمہ دائر کرنا ہو تو حلف نامہ دینا پڑتا ہے۔ درخواست میں درخواست دہندہ کا نام، پتہ، رابطہ نمبر لکھا جائے۔
- شکایت تفصیل سے بیان کی جائے۔ شکایت کی وجوہات تحریر کی جائیں۔

- الزامات کے بارے میں ثبوت یا دستاویزات کی مستند کاپیاں جوڑی جائیں۔ اصل ثبوت ہرگز جوڑے نہ جائیں۔
- بل، بل کی کچّی/ پکّی رسید جوڑی جائے۔ اگر رقم کی ادائیگی چیک سے کی گئی ہوتو اس کا نصف حصّہ یا چیک کی تفصیل لکھی جائے۔
- فروخت کنندہ کے ساتھ کی گئی شرائط، اشتہار کی کاپی، گیرنٹی یا وارنٹی کارڈ پیمپلیٹس یا پروسپکٹس کی کاپی جوڑی جائے۔
- درخواست کے ساتھ طلب کیے گئے معاوضے کے دعوے کی رقم کی فیس بھرنے کے بعد متعلقہ صارف فورم میں (کورٹ میں) شکایت درج کرائی جا سکتی ہے۔
- صارف شکایت پیدا ہونے کے دو سال میں ہی شکایت درج کرا سکتا ہے۔
- کوئی بھی صارف شکایت کرنے یا قانونی مشورہ یا رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ریاست گجرات کی ہیلپ لائن نمبر 1800-233-02222 اور قومی سطح کی ہیلپ لائن نمبر 1800-114000 پر سے معلومات یا رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

مشق

1. ذیل کے سوالات کے جوابات تفصیل سے لکھیے :

(1) اضافی قیمت کے اسباب پر تفصیل سے بحث کیجیے۔
(2) قیمتوں پر قابو رکھنے کی دو اہم تدابیر پر تبصرہ کیجیے۔
(3) صارف کے حقوق اور فرائض پر (چھ نکات) تفصیل سے سمجھائیے۔
(4) صارف عدالتوں کی سہولیات پر روشنی ڈالیے۔
(5) صفاتی مطلق کے بارے میں قومی اور بین الاقوامی اداروں کی معلومات دیجیے۔
(6) صارف کو اشیاء خریدتے وقت کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

2. ذیل کے سوالات کے جوابات دیجیے :

(1) اضافی قیمت معاشی ترقی میں تقویت بھی دیتی ہے اور ترقی کی راہ میں حائل بھی ہے۔ سمجھائیے۔
(2) کالا بازار اضافی قیمت کا ایک سبب ہے۔ سمجھائیے۔
(3) قیمتوں پر قابو پانے کے لیے عوامی نظامِ تقسیم کی اہمیت واقع کیجیے۔
(4) صارف کا استحصال کیوں ہوتا ہے؟
(5) تحفظِ صارف میں صارف منڈلوں کا رول واضح کیجیے۔
(6) شکایت کون کر سکتا ہے؟ شکایت میں شامل کی جانے والی تفصیلات بیان کیجیے۔

3. ذیل کے سوالات کے مختصر جواب دیجیے :

(1) قیمتوں پر قابو رکھنا کیوں ضروری ہے؟
(2) اضافی قیمت کا سرمایہ کاری پر کیا اثر پڑتا ہے؟
(3) قیمت متعین نظام کا قیمتوں کو قابو میں رکھنے میں کیا رول ہے؟
(4) صارف کسے کہتے ہیں؟
(5) ISI، ECO، FPO ایگ مارک کی معلومات دیجیے۔

.4 ذیل میں ہر سوال کے نیچے متبادلات دیے گئے ہیں ان میں سے صحیح متبادل انتخاب کر کے جواب لکھیے :

(1) حکومت کن پیداواروں کی قیمتیں متعین کرتی ہے؟

(A) سبزیوں (B) طبی خدمات (C) پیٹرول-ڈیزل (D) ہوٹل میں کھانا

(2) حکومت کس رسد میں اضافہ کرے تو قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے؟

(A) اشیاء (B) اناج (C) خام مال (D) زر

(3) مستقبل میں قیمتیں بڑھنے والی ہیں۔ اس خیال سے لوگ کیا کرتے ہیں؟

(A) کالا بازار (B) منافع خوری (C) سٹّہ بازی (D) ذخیرہ اندوزی

(4) 15 مارچ کا دن بھارت میں کس نام سے منایا جاتا ہے؟

(A) یومِ حقِ صارف (B) یوم عالم صارف (C) یوم بیداریٔ صارف (D) قومی یومِ حقِ صارف

(5) مرکزی حکومت نے صارف کی فلاح کے لیے قوانین بنانے کے لیے کون سا ادارہ قائم کیا ہے؟

(A) صارف کی تکرار حل کرنے کا نظام (B) قومی صارف کمیشن

(C) قومی گاہک کمیشن (D) تحفظِ صارف کمیشن

(6) صارف بیداری کے لیے کون سا رسالہ شائع کیا جاتا ہے؟

(A) اِن سائٹ (B) گراہک جاگرُت منچ (C) گراہک شِکشن (D) کنزیومر ایکٹ

(7) خوردنی اشیاء کے اوصاف پر قابو رکھنے والا خوداختیاری ادارہ کون سا ہے؟

(A) BIS (B) CAC (E) ISO (D) FPO

سرگرمی

- ’یومِ حقِ صارف‘ اسکول میں مناتے وقت ’تحفظ صارف قانون‘ کس قدر زیر بحث ہے؟ اس موضوع پر موک پارلیمنٹ کا منصوبہ بنائیے۔
- اضافی قیمت کی اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں (آخری تین ماہ) کی کٹنگس اکٹھا کر کے اسکریپ بک بنا کر مختصر احوال تیار کیجیے۔
- اسکول میں صارف کمیٹی کے عہدے داران سے تقریریں کروایئے اور تحفظ صارف کی نمائش لگایئے۔
- ملاوٹ اور تول ناپ میں ہونے والی بے ایمانی ظاہر کرنے والا پروگرام اسکول/ محلے یا سوسائٹی میں منعقد کیجیے۔
- مختلف اشیاء اور آلات پر لگائے ہوئے ’مارکو‘ کی چھاپ والی پیکنگ اکٹھا کروایئے اور احوال تیار کروایئے۔
- اسکولی سطح پر صارف کلب تشکیل کر کے صارف بیداری کے پروگرام منعقد کریں۔

●

19 انسان ترقی

تبدیلی فطرت کا قانون ہے ایک بچّہ آہستہ آہستہ بالغ انسان کی طرح ترقی پاتا ہے۔ آج کا انسان قدیمی انسان میں سے تبدیل ہو کر موجودہ حیرت انگیز سماج کی صورت میں ترقی پایا ہے۔ سماجی نظام اور معاشی نظام کی بھی مختلف صورتوں میں ترقی ہوئی ہے۔ معاشی پیداوار اور استعمال، آمدنی و خرچ، نفع-نقصان کا حساب کرنے کے لیے شروع ہونے والا علم معاشیات آخری 70-60 سالوں سے طبعی خوش حالی اور انسانی ترقی کا ذریعہ بننے لگا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک کے لوگوں کی زندگی کے اوصاف میں کافی فرق نظر آتا ہے۔ صرف دو ملکوں کے درمیان ہی نہیں بلکہ ایک ہی ملک کے دو علاقوں کے درمیان بھی فرق نظر آتا ہے۔ زندگی کے اوصاف کی اصلاح کے لیے اناج، کپڑے اور رہائش جیسی بنیادی ضروریات پوری کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد تعلیم، صحت، تفریح وغیرہ ضروریات پیدا ہوتی ہے۔ اس باب میں ہم انسان ترقی کسے کہتے ہیں؟ انسان ترقی کے اشاریہ میں بھارت کی حالت کیا ہے؟ وغیرہ باتوں کا مطالعہ کریں گے۔

انسان ترقی کا مطلب

اس لفظ کا استعمال نشر و اشاعت کے ذرائع، سیاسی لیڈران، مختلف ادارے، حکومتیں بار بار کرتی ہیں۔ 'انسان ترقی' یہ مرکب لفظ انسانی مہارتوں کی توسیع، انتخابات کی وسعت، حرّیت کی ترقی اور انسانی حقوق کے عمل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ انسان ترقی محض تعلیم، صحت، تغذیہ اور وسائل پر قابو رکھنا ہی نہیں بلکہ اس سے کچھ مزید باتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

'انسان ترقی، انسانی خواہشات اور زندگی بسر کرنے کی سہولیات بڑھانے کا عمل ہے۔' UNDP

انسان ترقی، ترقی کی سمت میں انسان مرکوز نظریہ ہے۔ انسان ترقی کا مقصد ہر انسان کے لیے زندگی کے یکساں مواقع میسّر کرنا ہے، تاکہ لوگ اپنی صلاحیت کے مطابق کامیاب اور تخلیق زندگی بسر کر سکیں۔ ابتدا میں صرف معاشی ترقی کو ہی انسان ترقی سمجھا جاتا تھا۔ جس ملک کی فی کس آمدنی زیادہ اُس ملک کی انسان ترقی زیادہ اسی کو پیمانہ سمجھا جاتا تھا۔ اس خیال کے سبب ہر ملک نے اس کی کل قومی پیداوار (Gross National Product-GNP) پر توجہ مبذول کی۔ معاشی ترقی تو ہوئی لیکن لوگوں کی معیار زندگی میں کوئی خاص تبدیلی نہ آئی۔ فی کس آمدنی بڑھنے کے باوجود لوگوں کی معیارِ زندگی یا خوشحالی پر زیادہ اثر نہ ہوا۔ اس لیے صرف معاشی ترقی ہونے سے انسان کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ صرف آمدنی نہیں بلکہ آمدنی کا استعمال کیسے کیا جائے اس پر انسان ترقی کا دارومدار ہے۔ انسان ترقی کے چار لازمی ستون ہیں۔ (1) مساوات (2) استحکامت (3) پیداوار (4) اختیارکاری

انسان ترقی یعنی

- انسان کو اپنی دلچسپی، رجحان، صلاحیت، ذہنی مہارت کے مطابق کامیاب اور تخلیقی زندگی بسر کرنے میں معاون ہو۔
- انسانی مہارتوں کی تعمیر ہو، یکسانیت حاصل ہو، مختلف شعبوں میں انتخابات کی وسعت بڑھے۔
- انسان تندرست، صحت بخش، پرسکون، طویل عمر زندگی بسر کرے۔
- معلومات اور تعلیم کے ذریعے علم حاصل کرے۔
- معاشی آمدنی کے مواقع میسّر ہوں۔
- بلند معیارِ زندگی کے لیے قدرتی وسائل مساوی حاصل ہوں۔
- صفات سے بھرپور طرز زندگی حاصل ہو۔
- گندگی کا مناسب طریقے سے اخراج ہو، صحت کی حالت بہتر ہو۔
- انفرادی اور سماجی تحفظ حاصل ہو۔
- انسان حقوق کا استعمال کرے۔

ان تمام موقعوں کی تخلیق اور توسیع کے ساتھ انسان ترقی کا تعلق ہے۔ اس طرح معاشی اُمور ہی نہیں بلکہ انسان زندگی میں امن و

سکون، معاشی، سماجی، سیاسی اور تہذیبی پہلوؤں کا شمار ہوتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں جدید اصطلاحات کے تئیں مایوسی، نفرت، کم تر اُمیدیں، ناخواندگی، مہم جوئی کا فقدان، وہم، اندھی تقلید، پرانے خیالات و ذہنیت، پرانے رسم و رواج، علاوہ از ایں طبعی اور قدرتی وسائل کا ناکافی استعمال وغیرہ سے معاشی ترقی اور آخرکار سماجی ترقی نہ ہو سکی۔

انسان ترقی اشاریہ (HDI)

انسان ترقی اشاریہ کی تعریف نوبل انعام یافتہ بھارت کے ماہر معاشیات امرتیہ سین نے کی تھی۔ ان کی مدد سے انسان ترقی کا احوال 1990 میں شائع کیا گیا تھا۔ تب سے متحدہ قومی ترقی پروگرام (United Nations Development Programme -UNDP) کے ذریعے ہر سال انسان ترقی کا احوال شائع کیا جاتا ہے۔ جس میں مختلف ملکوں کی ترقی کے مختلف احوالات کے دارومدار پر ایک عالمی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ متحدہ قومی ترقی پروگام (UNDP) کے ذریعے شائع کردہ پہلے انسان ترقی احوال میں انسان ترقی کے اشاریہ (Human Development Index-HDI) کا تصور پیش ہوا تھا۔ جس میں انسان ترقی اشاریہ میں تین حوالوں کا مشترکہ استعمال کیا گیا تھا۔ (1) اوسط عمر (صحت) (2) حصولِ تعلیم (علم) اور (3) معیارِ زندگی (فی کس آمدنی) ان تینوں حوالوں کے مشترکہ اشاریہ کے دارومدار پر کسی ایک ملک کا انسان ترقی اشاریہ کا نمبر شمار مقرر کیا جاتا تھا۔ UNDP کے ذریعے انسان ترقی کے احوال کے لیے انسان ترقی اشاریہ (UNDP) کی تحسیب کرنے کے لیے 2009 تک مذکورہ تینوں حوالوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔ اب 2010 سے حسب ذیل نیا طریقہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔

UNDP لوگو

(1) متوقع عمر کا اشاریہ[(Life Expectancy Index-LEI) (اوسط عمر)] صحت اور طویل عمر کی پیمائش کے لیے بچے کی پیدائش کے وقت وہ کتنے سال کی عمر پا سکے گا۔ ایسی امید کو متوقع عمر کہتے ہیں۔ جس میں اعظم ترین 83.6 سال اور اقل ترین 20 سال متعین کی گئی ہے۔ انسان ترقی کے احوال 2015 میں بھارت کی متوقع عمرِ اشاریہ 68 سال کی ہے۔

(2) تعلیمی اشاریہ [Education Index-EI(حصول تعلیم)] جس کے دو ذیلی حوالے ذیل میں ہیں۔ (i) اسکولی اوسط سال (Mean Years of Schooling-MYS) 25 سال کے بالغ فرد کے اسکول میں گزارے ہوئے سال۔ جس میں سب سے اعلیٰ 13.3 سال اور اقل ترین صفر سال متعین کیے گئے ہیں۔ جس میں انسان ترقی احوال 2015 کے مطابق بھارت کی اسکولی اوسط سال 5.4 سال ہے۔ (ii) متوقع اسکولی سال (Expected Years of schooling-EYS) 5 سال کا بچّہ اپنی زندگی کے کتنے سال اسکول میں صرف کرے گا وہ سال ان میں سب سے اعلیٰ 18 سال اور اقل ترین صفر سال متعین کیے گئے ہیں۔ بھارت کا متوقع اسکولی سال اشاریہ 11.7 سال ہے۔

(3) آمدنی اشاریہ [(Income Index-II) (معیار زندگی)] زندگی بسر کرنے کی پیمائش کے لیے فی کس-کل گھریلو پیداوار (Gross Demestic Product per capita-GDP) کو فی کس کل آمدنی میں ملائی جاتی ہے۔ انسان ترقی احوال 2015 میں بھارت کی فی کس کل قومی آمدنی $ 5497 اور فی کس کل گھریلو پیداوار $ 5238 ہے۔ فی کس آمدنی تحسیب کرنے کے لیے متعلقہ ملک آمدنی امریکہ کی کرنسی میں ظاہر کی جاتی ہے جس کو مساوی خرید توانائی (Purchasing Power Parity) کہتے ہیں۔

یہ جاننا ضروری ہے۔

انسان ترقی اشاریہ کی تحسیب کرتے وقت ہر پیمانے کی اعظم ترین اور اقل ترین قدر مقرر کی جاتی ہے۔ ہر ایک اشاریہ کی تحسیب ضابطہ استعمال کر کے کی جاتی ہے۔ اس طرح انسان ترقی اشاریہ حاصل ہوتا ہے۔ اس کی قدر 0 تا 1 کے بیچ میں ہوتی ہے۔ کسی بھی ملک کا انسان ترقی اشاریہ اعظم ترین 1 قدر تک پہنچنے کا فرق بتاتا ہے۔ یہ فرق دو ملکوں کے درمیان انسان ترقی کا موازنہ کرنے کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس ملک کی ترقی کس سمت میں ہے؟ دوسرے ملکوں کے مقابلے میں وہ کتنا آگے یا پیچھے ہے۔

انسان ترقی احوال :

UNDP کے ذریعے 1990 سے ہر سال انسان ترقی احوال (Human Development Report-HDR) جاری کیا جاتا ہے۔ انسان ترقی احوال 2015 کی سال میں شامل کردہ 188 ملکوں کو اس کے انسان ترقی اشاریہ HDI کی بنیاد پر ذیل کے مطابق چار حصّوں میں تقسیم کیا گیا جس میں ناروے 0.944 اوّل نمبر پر ہے۔

دوسرے نمبر پر آسٹریلیا (0.935) اور سویزرلینڈ (0.930) نمبر پر ہے۔ ایشیائی ملک سنگاپور (0.912) گیارویں نمبر پر ہے۔ بھارت (0.609) انسان ترقی اشاریہ میں 188 ملکوں میں سے 130 ویں مقام پر ہے۔ یعنی بھارت درمیانی انسان ترقی والے ملکوں کی قطار میں ہے۔ اس احوال میں سب سے نیچے 188 ویں نمبر پر نائزر (0.348) ہے۔

انسان ترقی احوال میں انسان ترقی اشاریہ کی بناء پر ملکوں کی درجہ بندی

نمبر	انسان ترقی والے ممالک	تقسیم کا نمبر شمار	انسان ترقی اشاریہ (HDI)	اہم ممالک
.1	اعلی ترین انسان ترقی	1 تا 49	0.802 سے زیادہ	ناروے، آسٹریلیا، سوئزرلینڈ، ڈینمارک، نیدھرلینڈ، امریکہ، سنگاپور، برطانیہ، جاپان، فرانس
.2	اعلی انسان ترقی	50 تا 150	0.700 سے 0.798	روس، ملیشیا، ایران، سری لنکا، میکسیکو، برازیل، چین، تھائی لینڈ، جمیکا
.3	درمیانی انسان ترقی	106 تا 143	0.555 سے 0.698	انڈونیشیا، فلی پائنس، جنوبی افریقہ، عراق، بھارت
.4	کم ترین انسان ترقی	144 سے 188	0.550 سے کم	کینیا، پاکستان، نائجیریا، زمبابوے، نائزر

بھارت کا انسان ترقی اشاریہ 1990 کی سال میں 0.428، 2000 کی سال میں 0.496، 2010 کی سال میں 0.586، 2014 کی سال میں 0.604 تھا۔ 2015 کی سال میں 0.609 ہوا تھا۔ یعنی بتدریج بڑھتے ہوئے نظر آ رہا ہے۔

نمبر	73	90	104	130	132
ملک	سری لنکا	چین	مال دیو	بھارت	بھوتان
HDI	0.759	0.727	0.706	0.609	0.605
انسان ترقی احوال 2015 میں بھارت اور پڑوسی ممالک کا مقام					
نمبر	142	145	147	148	171
ملک	بنگلہ دیش	نیپال	پاکستان	میان مار	افغانستان
HDI	0.570	0.548	0.538	0.536	0.465

انسانی ترقی احوال 2015 کی سال میں بھارت اور پڑوسی ممالک کا مقام

بھارت کے پڑوسی ممالک میں سری لنکا، چین، مال دیو، کی حالت سے بہتر ہے اور انسان ترقی اشاریہ میں بھارت سے اوپر کے نمبر پر ہے۔

بھوتان، بنگلہ دیش، نیپال، پاکستان، میانمار اور افغانستان، یہ ممالک بھارت سے نچلے نمبر پر ہیں۔

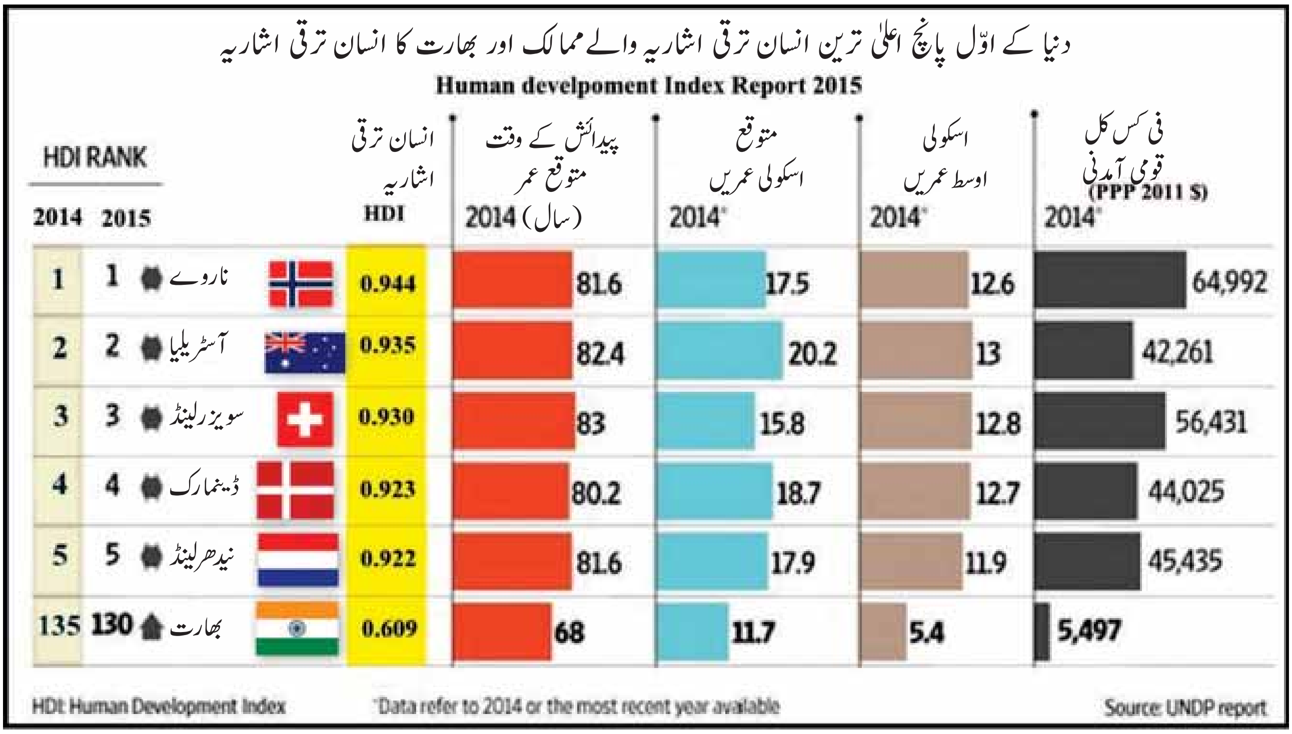

19.2 بھارت اور دنیا کے اول پانچ ملکوں کے انسان ترقی اشاریہ حوالوں کا موازنہ

انسان ترقی کے خلاف چیلینج :

انسان ترقی کے احوال میں اوّل پانچ ملکوں کے ساتھ موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ بھارت کو تمام حوالوں صحت،تعلیم اور آمدنی (فی کس آمدنی اور قومی آمدنی) کے میدان میں کئی منزلیں طے کرنی ہیں۔ انسان ترقی کو ملک کے بے جان طبعی آلات سے نہیں بلکہ جاندار انسانی دولت کی ترقی سے بالراست تعلق ہے۔

انسان ترقی کے اشاریہ میں انسان ترقی کے آگے جو رکاوٹیں نظر آ رہی ہیں اور جن پر خاص توجہ دی جا رہی ہے ان میں (1) تندرستی (صحت)،جنسی یکسانیت (مرد و زن) اور خواتین کی اختیارکاری ہے۔

تندرستی (صحت) :

صحت انسان کی زندگی کا لازم و بیش بہا سرمایہ ہے۔ فرد کا خاندان، سماجی زندگی بہتر بنانے کے لیے سب سے پہلے اس کی صحت اچھی رہے یہ بے حد ضروری ہے۔ بھارت اور دیگر ترقی پذیر ممالک میں صحت کی پالیسیوں نے آبادی میں اضافہ عام بیماریوں، ناقص تغذیہ، اپاہج، ایڈز جیسی متعدّی بیماریوں، ذہنی بیماریوں پر توجہ دی ہے۔ صحت پر کیے گئے اخراجات صرف زندگی کی صفات بڑھانے کے لیے نہیں بلکہ انسانی وسائل کی ترقی کی ایک سرمایہ کاری ہیں۔ بھارت میں صحت کی ترقی ہوئی ہے۔ بچّوں کے ٹیکے لگانے کے پروگراموں میں او۔پی۔وی۔ (پولیو کے لیے)، بی۔ سی۔ جی۔ (دِق کے لیے)، ہیپی ٹائٹس-بی (زہری یرقان)، ڈی۔پی۔ٹی۔ (ڈپتھیریا-بڑی کھانسی-کُزاز کے لیے) کھسرا، ایم۔ایم۔آر۔ اور ٹائیفائڈ مخالف ٹیکہ بچّوں کو لگانے سے بچّوں کی صحت اور بچّوں کی موت کی شرح میں کافی اصلاح ہوئی ہے۔ آیوڈین، حیاتین اور ہیموگلوبن کی کمی کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے۔ ہم پلیگ، چیچک، جذام اور پولیو کو جڑ سے اکھاڑ چکے ہیں۔ کھسرا، چھوٹی چیچک، ملیریا، ڈینگیو، یرقان، جذام، ذیابطیس، کینسر، دل کی بیماریوں وغیرہ پر قابو پا سکے ہیں۔ لہٰذا انسان طویل، تندرست اور صحت مند زندگی بسر کر رہا ہے۔ پیدائش کی شرح، موت کی شرح، بچّوں کی اموات کی شرح میں کمی واقع ہوئی ہے۔ اوسط عمر میں اضافہ ہوا ہے۔ تاہم بھارت کی کئی ریاستوں میں آبادی کے اضافہ کی شرح میں کمی لانا، حفظانِ صحت کا اہم مقصد ہے۔ پانی سے ہونے والی بیماریوں، سانس کی بیماریوں اور ناقص تغذیہ نے آبادی کے لیے خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ خواتین، بچوں اور غریب لوگوں کے لیے تغذیاتی عناصر کا نقص بنیادی معدنیات، کچھ حیاتین اور پروٹین کا فقدان، خواتین اور بچوں کی رُکی ہوئی یا نامکمل نشوونما کے خاص ذمہ دار ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی اور زہریلے مادّوں کا پیدا ہونا روزانہ زندگی کی نئی مصیبتیں ہیں۔ بڑھتی ہوئی شہرکاری نے گنجان آبادیوں میں نئے صحت کی سہولیات کے لیے مصیبتیں پیدا کرتی ہیں۔ ان نئی مصیبتوں کا سامنا کرنے کے لیے پرانے صحت کے کاموں کی فہرست پر خاص توجہ دینی ہوگی اور تبدیلیاں کرنی ہوں گی۔

جنسی مساوات (مرد و زن مساوات)

بھارت کا آئین تمام شہریوں کو مساوات اور انصاف کی ضمانت دیتا ہے۔ 2011 کی مردم شماری کے احوال کے مطابق بھارت کی کل آبادی کے 48.6 فیصد خواتین اور 51.54 فیصد مرد ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو صرف بھارت ہی میں نہیں بلکہ دنیا کے کسی بھی ملک کی ترقی اور نشوونما میں بطور انسانی وسائل خواتین کا رول اہم ہے۔ لیکن مرد و زن کے حیاتی تنوعات کے باعث سماجی اور تہذیبی نظریہ سے خواتین کی پرورش اور خواہشات الگ الگ ہیں۔ لہٰذا دونوں کی ترقی کی راہیں بھی الگ ہیں۔ آج بھی کئی خاندانوں میں خواتین گھر کا کام کرتی ہیں۔ باورچی خانے میں کھانا پکاتی ہیں۔ بچّوں کی پرورش کرتی ہیں۔ اس کا کوئی حصّہ معاشی آمدنی یا قومی آمدنی میں شمار کیا نہیں جاتا ہے۔ خواتین کو خاندان میں کوئی فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں۔ صحت کی طرف کافی توجہ نہیں دی جاتی، تعلیم اور معاشی اختیارات سے محروم رکھا جاتا ہے۔ بیٹا-بیٹی کے کپڑوں میں، کھیلوں میں، پڑھائی میں، غذا، سیر و تفریح، سوچنے سمجھنے اور برتاؤ میں بیٹی کو الگ نصیحت کرنے وغیرہ میں اختلاف نظر آتا ہے۔ خواتین میں خواندگی کا تناسب کم ہونے سے بچّوں کی شادیاں، پردے کا رواج، جہیز کا رواج، کئی سماجی گندے رواجوں کا شکار بنتی آرہی ہیں۔ سماج میں جینئی ہلاکت، کم عزت کا احساس، بیٹا پیدا ہونے کا دیوانہ پن، سماجی روایات اور نسلی امتیازات کے سبب خواتین ہی ناانصافی کا شکار ہوتی ہیں۔ معاشی، سیاسی، تہذیبی اور مذہبی شعبوں میں موقع اور فیصلہ کرنے کے عمل میں مرد و زن میں اختلاف نظر آتا ہے۔

بھارت میں مرد و زن مساوات کا شماریاتی تجزیہ

انسان ترقی احوال 2015 کے مطابق	انسان ترقی اشاریہ HDI	پیدائش کے وقت متوقع عمر 68 سال	متوقع اسکولی سال 11.7 سال	اسکولی اوسط سال 5.4 سال	فی کس آمدنی 5497 $ ڈالر	محنت توانائی میں حصّہ داری (15 سال سے زیادہ عمر)	پارلیمنٹ میں نمائندگی کا تناسب (2014)	نوجوان خواندگی کی شرح 15-24 سال
خاتون	0.525	69.5	11.3	3.6	2,116	27.0	12.2	74.4
مرد	0.661	66.6	11.8	7.2	8,656	79.9	77.8	88.4